روزنامہ
(ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 5نومبر 2010ء 27ذیقعد 1431 ہجری 5 نبوت 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 228

عرش پانی پر ہے

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کا تخت پانی پر تھا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون بہترین عمل کرنے والا ہے۔اور اگر تو کہے کہ یقیناً تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو وہ لوگ جو کافر ہوئے ضرور کہیں گے کہ یہ تو کھلے کھلے جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔

(ھود:8)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

جاننا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ اور عالم مجازات اور دیگر امور مبدء اور معاد کے ماننے میں فلسفیوں کا طریقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے بہت مختلف ہے نبیوں کے طریق کا اصلِ اعظم یہ ہے کہ ایمان کا ثواب تب مترتب اور بارور ہوگا کہ جب غیب کی باتوں کو غیب ہی کی صورت میں قبول کیا جائے اور ظاہری حواس کی کھلی کھلی شہادتیں یا دلائل ہندسیہ کے یقینی اور قطعی ثبوت طلب نہ کئے جائیں کیونکہ تمام وکمال مدار ثواب اور استحقاق قرب وتوصل الٰہی کا تقویٰ پر ہے اور تقویٰ کی حقیقت وہی شخص اپنے اندر رکھتا ہے جو افراط آمیز تفتیشوں اور لمبے چوڑے انکاروں اور ہر ہر جزئی کی موشگافی سے اپنے تئیں بچاتا ہے اور صرف دوراندیشی کے طور سے ایک راہ کی سچائی کا دوسری راہوں پر غلبہ اور رجحان دیکھ کر بحسن ظن قبول کر لیتا ہے۔اسی بات کا نام ایمان ہے اور اسی ایمان پر فیوض الٰہی کا دروازہ کھلتا ہے اور دنیا وآخرت میں سعادتیں حاصل ہوتی ہیں جب کوئی نیک بندہ ایمان پر محکم قدم مارتا ہے اور پھر دعا اور نماز اور فکر اور نظر سے اپنی حالت علمی میں ترقی چاہتا ہے تو خدائے تعالیٰ خود اس کا متولی ہو کر اور آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر درجۂ ایمان سے درجۂ عین الیقین تک اس کو پہنچا دیتا ہے۔مگر یہ سب کچھ بعد استقامت ومجاہدات وریاضات وتزکیہ وتصفیہ نفس ملتا ہے پہلے نہیں اور جو شخص پہلے ہی تمام جزئیات کی بکلی صفائی کرنا چاہتا ہے اور قبل از صفائی اپنے بدعقائد اور بداعمال کو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا وہ اس ثواب اور اس راہ کے پانے سے محروم ہے کیونکہ ایمان اسی حد تک ایمان ہے جب تک وہ امور جن کو مانا گیا ہے کسی قدر پردۂ غیب میں ہیں یعنی ایسی حالت پر واقعہ ہیں جو ابھی تک عقلی ثبوت نے ان پر احاطہ تام نہیں کیا اور نہ کسی کشفی طور پر وہ نظر آئی بلکہ ان کا ثبوت صرف غلبۂ ظن تک پہنچا ہے وبس۔

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2صفحہ83)

عشرہ وقف جدید

(26 نومبر تا 5 دسمبر 2010ء)

وقف جدید کے مالی سال کے اختتام کے پیش نظر وقف جدید انجمن احمدیہ کی طرف سے عشرہ وقف جدید منایا جارہا ہے۔

☆ صدران ،سیکرٹریان مال و وقف جدید اور مربیان و معلمین سے گزارش ہے کہ 26 نومبر کا خطبہ جمعہ وقف جدید کے اغراض ومقاصد اور اہمیت پر دیں۔

☆خلفائے کرام سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات کی روشنی میں احباب جماعت پر وقف جدید کی اہمیت واضح کریں۔

☆یہ تسلی کرلیں کہ جماعت کے جملہ افراد بڑے اور بچے ،مرد اور عورتیں تمام کے تمام مالی وسعت کے مطابق وقف جدید کے مالی جہاد میں شامل ہوں۔

☆ایسے احباب جنہوں نے وقف جدید کے وعدے کئے تھے مگر ادائیگی نہیں فرما سکے ان کو ادائیگی کی تحریک کریں۔

☆ایسے احباب جن کی طرف سے نہ وعدہ ہے اور نہ ادائیگی ہوئی ہے ان سے حسب استطاعت وصولی کی جائے۔

☆وقف جدید کا ایک اہم کام علاقہ نگرپارکر میں تعلیم وتربیت اور خدمت خلق ہے۔اس مد کا نام ”امداد مراکز نگرپارکر“ ہے۔احباب اس مد میں حسب توفیق ضرور شامل ہوں۔

☆احباب کو تحریک کریں کہ وہ اپنے بزرگان اور مرحومین کی طرف سے وقف جدید میں حسب استطاعت ادائیگی فرمائیں۔

☆وصول شدہ رقوم فوری بھجوانے کا انتظام فرمائیں۔

☆احباب جماعت کو تحریک کریں کہ اپنے وعدے سے کچھ نہ کچھ زائد ادائیگی فرمائیں۔

باقی صفحہ 12 پر

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر نمبر 594

تحریک احمدیت کا نفوذ صوفیاء کے مبارک طبقہ میں

برصغیر کے مایہ ناز طبقہ صوفیاء کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود پر سب سے پہلے ایمان لانے والے اسی مقدس گروہ کے مایہ ناز بزرگ حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی تھے حالانکہ ابھی سلسلہ بیعت کا حکم الٰہی سے اذن بھی نہیں ہوا تھا چنانچہ حضرت اقدس نے ازالہ اوہام صفحہ 791-792 میں آپ کا تذکرہ خاص کرتے ہوئے تحریر فرمایا

''یہ امران کے خوارق میں سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے بیت اللہ کے قصد سے چند روز پہلے اس عاجز کو ایک خط ایسے انکسار سے لکھا جس میں انہوں نے درحقیقت اپنے تئیں اپنے دل میں سلسلہ بیعت میں داخل کرلیا.......... افسوس کہ حج بیت اللہ سے واپس آتے وقت پھر اس مخدوم پر بیماری کا ایسا غلبہ طاری ہوا کہ.......... چند روز کے بعد ہی وفات کی خبر سنی گئی اور خبر سنتے ہی جماعت کے ساتھ قادیان میں نماز جنازہ پڑھی گئی''۔

قیام جماعت 23 مارچ 1889ء سے پہلے جلسہ سالانہ 1891ء تک جن صوفیاء نے شرف بیعت حاصل کیا ان کے نام یہ ہیں حضرت میر عنایت علی صاحب لدھیانہ محلّہ صوفیاں، حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب سرساوہ ضلع سہارنپور۔ اولاد حضرت مخدوم بہاء الدین سندھالوی نبیرہ قطب الاقطاب شیخ جمال الدین احمد۔ حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب خلف حضرت الحاج صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی (تاریخ بیعت 9 جولائی 1891ء آپ کے بھائی حضرت پیر منظور محمد صاحب 11 فروری 1892ء کو امام الزمان کی غلامی میں شامل ہوئے۔

جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1891ء کے موقع جو بزرگ داخل احمدیت ہوئے ان میں حضرت صوفی نبی بخش صاحب ولد عبداللہ صاحب ساکن متوطن راولپنڈی ایگزیمنر صاحب بہادر ریلوے لاہور جیسے اہل کشف والہام بھی تھے۔ آپ نے سیدنا حضرت مصلح موعود کی خدمت میں ایک مکتوب لکھا جس میں امام الزمان کی شناخت اور بیعت کی سرگذشت درج ذیل الفاظ میں بیان کی:۔

''مجھے حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود سے 1885ء سے پہلے کا تعارف ہے اس وقت میری عمر قریباً 18 برس کی تھی..........
تعارف کی وجہ یہ ہوئی کہ مجھ کو ابتدا ہی سے اولیاء کرام کی کتابوں کے پڑھنے کا شوق تھا۔ ساتھ ہی مشن سکول میں تعلیم پانے کے سبب سے غیر مذاہب کی کتابوں کا بھی مطالعہ تھا۔ براہین احمدیہ کے مطالعہ سے حضرت میرزا صاحب سے انس ہوا پھر شوق بڑھتا گیا یہاں تک کہ مجھے حضور کے دیکھنے کا شوق ہوا فروری 1886ء میں میری تبدیلی لاہور ہوئی میں آپ کو کبھی کبھی خط لکھتا تو آپ نہایت مہربانی سے اس کا جواب اپنے ہاتھ سے لکھتے 1889ء میں دسمبر کی تعطیلات پر میں آنجناب سے ملنے کے لئے گیا۔ دو دن قادیان رہا آپ نے مجھے از حد خاطر و مدارات سے رکھا مختلف مذاہب پر گفتگو ہوئی۔ حضور نہایت شافی و کافی اور بسط سے جواب دیتے رہے۔ جس سے میری روح کو از حد تسکین ہوتی رہی۔

دسمبر 1891ء کے جلسہ میں جو پہلے پہل قادیان میں ہوا۔ مجھے بھی شریک ہونے کا موقعہ ملا۔ اس دن میں نے حضور کو روحانی طور پر شناخت کیا حضور جب (بیت) میں تشریف لائے تو وہی لباس پہنا ہوا تھا جس طرح کہ میں نے ایک خواب میں جو میں نے 16 برس کی عمر میں دیکھی تھی آپ کو دیکھا تھا، وہی لباس، وہی کلاہ اور وہی دستار مبارک اور وہی عصا تھا۔ چونکہ مجھ کو وہ خواب خوب ضبط تھی اس لئے میں نے فوراً شناخت کرلیا کہ یہی میرا روحانی طبیب ہے۔ مجھ کو آنجناب کی صداقت پر پورا پورا یقین ہوگیا۔ اور میں نے جلسہ کے دنوں میں بیعت کرلی۔

(یہ مکتوب 19 راکتوبر 1940ء کا ہے جو شعبہ تاریخ احمدیت کے ریکارڈ میں موجود ہے)

حضرت صوفی نبی بخش صاحب کا وصال 6 ستمبر 1944ء کو ہوا۔

سیاحت اور خدمت دین

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے سیر وسیاحت کی اجازت دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میری امت کی سیر وسیاحت اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد ہے۔

(سنن ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی النھی عن السیاحۃ حدیث نمبر 2127)

غزل

کوئی حسرت ہے، نہ اب کوئی تمنا ہے جہاں میں ہوں
محبت ہی محبت کار فرما ہے جہاں میں ہوں

کسی کی بھی نہیں مرہون منت بے خودی میری
صراحی ہے نہ ساغر ہے نہ شیشہ ہے جہاں میں ہوں

کنارے دیکھ کر دریا کے یہ محسوس ہوتا ہے
کہ تنہا میں نہیں دریا بھی پیاسا ہے جہاں میں ہوں

مجھے اب کج روی پر کر سکے گا کون آمادہ
مرے آقاؐ ترا نقشِ کف پا ہے جہاں میں ہوں

نہیں نغمہ سرا بلبل گلستانِ محبت میں
مرا دل ہی سر شاخ تمنا ہے جہاں میں ہوں

مرے دل پر حکومت ہے فقط اللہ والوں کی
کہ اسکندر ہے اب کوئی نہ دارا ہے جہاں میں ہوں

کلی ہو پھول ہو آنسو ہو شبنم ہو ستارہ ہو
تجلی ہے تری، تو جلوہ آرا ہے جہاں میں ہوں

ترے انوار کے پَرتو سے ہے میرا جہاں روشن
یقیناً تیرگی اک حرف بیجا ہے جہاں میں ہوں

کوئی محمؔود دیکھے تو جنوں کی کار فرمائی
کہ میرا ہر قدم ہی دشت پیما ہے جہاں میں ہوں

لیفٹیننٹ جنرل (ر) محمود الحسن

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

حضرت مصلح موعود کی مجلس عرفان

مرتبہ: ڈاکٹر چوہدری محمد شاہ نواز خان صاحب

جولائی 1931ء میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کشمیر کمیٹی کے قیام کے لئے شملہ تشریف لے گئے۔ اس وقت عاجز کو بھی ہمرکاب جانے کا شرف حاصل ہوا۔ ایک دن ایک بی۔ اے علیگ مسلمان نے حضور سے ملاقات کا شوق ظاہر کیا اور میں نے اسے حضرت کے حضور پیش کر دیا۔ اس نے تصوف وغیرہ کے متعلق گفتگو کی۔ میں نے اس گفتگو کے نوٹ لئے۔ مگر افسوس کہ اس مکالمہ کو عاجز جلد شائع نہ کرا سکا۔ اب اس کا ادنیٰ خلاصہ اپنے الفاظ میں ناظرین الفضل کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

توجہ قائم کرنے کے مصنوعی ذرائع

علیگ دین حق نے عبادت وغیرہ میں مصنوعی ذرائع (مثلاً گانا میوزک وغیرہ) سے توجہ قائم کرنے سے کیوں منع کیا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (دین حق) مصنوعی ذرائع سے توجہ قائم کرنے سے روکتا ہے تاکہ ہارمونی پیدا نہ ہو اور ظاہری حواس اپنے کام کرتے رہیں۔ گانے بجانے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ حواس ظاہری کام نہیں کرتے اور جب گانے وغیرہ سے ایسا نہیں ہوتا۔ تو یہ لوگ بھنگ وغیرہ کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور سانس اندر کھینچنے کی مشق کرتے ہیں۔ (دین حق) نے اس ہارمونی کو توڑا ہے۔ چنانچہ نماز میں ایک ہی حرکت نہیں رکھی تاکہ انتہائی توجہ قائم ہو کر حواس ظاہری باطل نہ ہو جائیں۔ رکوع، سجدہ، قیام وغیرہ سب حرکات رکھی گئی ہیں۔ نماز میں ایک حد تک توجہ قائم رکھنا ضروری ہے۔ مگر اتنا نہیں کہ اپنے ماحول کا بھی ہوش نہ رہے۔ نماز پڑھنے سے قبل وضو کرنے کا حکم ہے اس کی غرض یہ بھی ہے۔ کہ خیالات کی رو منتشر ہونے سے رک جائے اور ان تمام جذبات سے جو ذہن میں موجزن ہوں دماغ پاک ہو جائے پھر نماز میں آنکھیں کھلی رکھ کر سجدے کے مقام پر نگاہ رکھنے کا حکم ہے۔ اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ ایک حد تک توجہ قائم ہو۔ مگر انتہائی انہماک پیدا نہ ہو۔ کیونکہ یہ علم النفس کا قاعدہ ہے کہ اگر ایک حس پوری توجہ سے کام کر رہی تو باقی حواس کام نہیں کرتے۔ مثلاً اگر انسان پورے غور کے ساتھ کسی شے کو دیکھ رہا ہو۔ تو اس کے کان کام نہیں کرتے۔ لیکن اگر تمام حواس ہی معطل کر دیئے جائیں۔ تو اس طرح خیالات پراگندہ ہو جائیں گے۔ یا انتہائی انہماک پیدا ہو کر نیند آ جائے گی۔ پس (دین حق) نے وسطی راہ اختیار کی ہے۔ یعنی توجہ کو قائم رکھتے ہوئے ہارمونی کو توڑا ہے تاکہ نہ بے توجہی ہو۔ نہ ہی سست کر دینے والے انہماک۔ نماز پڑھاتے ہوئے امام کا بلند آواز سے پڑھنا بھی اسی غرض سے ہے۔ تاکہ کانوں میں آواز پیدا کر کے ہارمونی کو توڑا جائے زیادہ توجہ (کنسنٹریشن) تو بیماری کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جب ارادہ سے توجہ قائم نہیں رہ سکتی۔ تو پھر ایسے لوگوں کو مصنوعی ذرائع مثلاً بھنگ وغیرہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ جو دراصل قوت ارادی کو کمزور کر کے کنسنٹریشن پیدا کرتے ہیں۔ یہ انتہائی انہماک کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نماز پڑھتے ہوئے تیر لگا۔ مگر آپ کو علم نہ ہوا۔ پھر نماز میں کبھی کبھی سہو ہو جاتا ہے یہ بھی انتہائی انہماک کا نتیجہ ہوتا ہے۔ توجہ ایک طرف لگ جاتی ہے اور ظاہری حرکات کی ترتیب اور تعداد رکعت وغیرہ کا علم نہیں رہتا۔

مصنوعی ذرائع سے توجہ قائم کرنے میں ایک اور نقص یہ ہے۔ کہ اس طرح آہستہ آہستہ نشہ کی عادت ہو جاتی ہے جب تھوڑی مقدار میں بھنگ پینے سے توجہ قائم نہیں ہوتی تو اور زیادہ پینی پڑتی ہے۔

علیگ جو لوگ مضبوط ارادہ والے ہوں۔ ان کو مصنوعی ذرائع استعمال کرنے میں کیا حرج ہے۔ وہ اس حد تک نشہ استعمال کریں گے۔ جس حد تک توجہ دلانے کے لئے ضروری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی قانون ہمیشہ کمزوروں کے لئے ہوا کرتا ہے۔ تاکہ وہ ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔ مثلاً نہر کی پٹڑی پر بغیر اجازت موٹر چلانا منع ہے۔ لیکن اگر نہر والے پرمٹ دینے کی بجائے یہ کہہ دیں کہ کبھی کبھی اشد ضرورت کے وقت ہر شخص چلا سکتا ہے۔ تو اس طرح پٹڑی کا چند دنوں میں ہی ستیاناس ہو جائے۔ اسی طرح مصافحہ ہے۔ دنیا میں کئی انسان ہوں گے۔ جن پر عورتوں سے مصافحہ کرنے سے کوئی اثر نہیں ہوتا ہوگا۔ مگر پھر بھی نامحرم سے مصافحہ منع ہے۔ کیونکہ کمزور طبائع پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔

پھر اس قسم کے تصوف میں نتائج نہیں ہوتے۔ یہ لوگ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ہمیں نماز میں بہت لذت آتی ہے ہم عرش پر نماز پڑھتے ہیں۔ مگر ان کی عبادتوں کے نتائج نہیں نکلتے۔ ظاہر تو یہ کرتے ہیں کہ ہمارا خدا سے گہرا تعلق ہے۔ وہ ہم کو کھلاتا پلاتا ہے۔ مگر لوگوں سے زکوٰۃ مانگتے پھرتے ہیں۔ یہ لوگ دنیا میں بڑے کام نہیں کر سکتے۔ بڑے کام کرنے کے لئے مضبوط قوت ارادی اور مخلوق خدا سے حقیقی ہمدردی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلق کی ضرورت ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑے صوفی تھے اور حضور کا عمل ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ آپ نے عبادت بھی کی اور جنگیں بھی کیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا لحاظ رکھا۔

پھر صحیح رنگ میں غور اور فکر کرنے کا مادہ ان لوگوں میں نہیں ہوتا۔ بے شک قرآن کریم میں آتا ہے۔ والذین امنوا اشد حبا للّٰہ مگر محبت کی انتہاء کے یہ معنے تو نہیں کہ صرف افکار اور احساسات ہی ہوں اور عمل کوئی نہ ہو۔ بے شک اصل محبت دل کی ہے۔ مگر اس کا اظہار عمل کے ذریعہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ ماں کے دل میں بچے کی محبت فطرتی ہوتی ہے۔ مگر وہ اس کا اظہار عمل کے ذریعہ بھی کرتی ہے۔ شاہی دربار کے لئے صرف دل کی محبت کافی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا اظہار خاص لباس اور خاص حرکات سے بھی کرنا ضروری ہوتا ہے۔ صوفیاء میں سے جو عملی لوگ تھے۔ وہ کبھی ایسے تصوف میں نہ پڑے۔ سید عبدالقادر صاحب جیلانی بہت بڑے صوفی تھے۔ مگر وہ اعلیٰ غذا کھاتے اور اعلیٰ پوشاک زیب تن کرتے تھے۔ آج کل کے صوفی جسم اور لباس کو میلا رکھتے ہیں۔ خوشبو، غسل اور اعلیٰ لباس کا استعمال نہیں کرتے تاکہ توجہ قائم رہے۔ دراصل میلا رہنے سے اعصاب کی حس کم ہو جاتی ہے۔ احساسات کمزور ہو جاتے ہیں اور توجہ ایک طرف لگی رہتی ہے۔ اس کے برخلاف صفائی اور خوشبو وغیرہ سے حس بڑھتی ہے اور توجہ جلد ایک طرف قائم نہیں ہو سکتی۔ موجودہ تصوف والے توجہ قائم رکھنے کے لئے تجرد پر بھی عمل کرتے ہیں۔ ناخن اور بال نہیں کٹواتے۔ مگر (دین حق) میانہ روی سکھلاتا ہے۔ کنسنٹریشن کی انتہا شریعت کا مقصود نہیں۔ (دین حق) اعتدال کو پسند کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے (۔) کہ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی۔ اگر کوئی شخص ہر روز روزہ رکھے اور دن رات نماز میں مشغول رہے۔ تو اس کے لئے ثواب کا موجب نہیں ہوگا بلکہ حقیقی عبادت وہی ہے۔ جس میں میانہ روی ہو اور اپنے نفس بیوی بچوں اور دوسرے لوگوں کے حقوق کا بھی لحاظ رکھا جائے۔

علیگ اگر کبھی کبھی مصنوعی ذرائع بھی استعمال کر لئے جائیں۔ تو کیا حرج ہے۔ جب دل چاہا۔ ان ذرائع کو ترک کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان جب چاہے چھوڑ دے۔ جب توجہ کے قائم کرنے کے لئے انسان نشے کا استعمال کرے۔ تو پھر وہ اس کا عادی ہو جاتا ہے اور اس کا چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کوکین کھانے والوں کی طرح جب ایک دفعہ نشے کی چاٹ لگ جائے تو پھر اس کو چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔

نجات یافتہ کی علامات

علیگ نجات یافتہ کی کیا علامات ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نجات یافتہ کو اسی دنیا میں جنت مل جاتی ہے۔ اس کے دل میں اطمینان ہوتا ہے۔ اسے یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا گہرا تعلق اور دوستانہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی مشکلات میں مدد کرتا ہے اس کے لئے ہر طرح کے سامان پیدا کرتا ہے۔ اس کی دعائیں قبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔ اس کے دشمنوں کو ذلت نصیب ہوتی ہے۔ کلام الٰہی کا اس پر نزول ہوتا ہے۔ خدا سے تعلق کا دعویٰ تو آجکل کے صوفیا کو بھی ہوتا ہے۔ مگر ثبوت نہیں دے سکتے تعلق کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے اور اس کی دعائیں سنے۔

الہام اور قیاسی باتوں میں فرق

علیگ۔ کیا آپ کو بھی الہام ہوتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہاں۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے کلام کرتا ہے اور میری دعائیں سنتا ہے۔ مثال کے طور پر صرف ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں۔ جنگ عظیم کے دنوں کا واقعہ ہے۔ ہمارے ایک مخلص مرید کا بیٹا ملٹری میں ڈاکٹر تھا اور دوران جنگ میں عراق میں مقیم تھا اس کے متعلق اس کے باپ کو سرکاری تار ملا۔ کہ آپ کا بیٹا جنگ میں مارا گیا ہے۔ اس سے بوڑھے باپ کو سخت قلق ہوا اور جب مجھے اطلاع پہنچی تو مجھے بھی بہت صدمہ ہوا۔ لیکن اس کے بعد میں نے خواب دیکھا۔ کہ وہ زندہ ہے۔ اس بات کی اطلاع اس کے باپ کو کر دی گئی جس سے ان کو تسلی ہو گئی۔ چند دنوں کے بعد دوسرا تار گورنمنٹ کی طرف سے آیا کہ ڈاکٹر صاحب زندہ ہیں۔ وہ اصل میں قید ہو گئے تھے۔ میدان جنگ میں ایک لاش دیکھی گئی۔ جس کی شکل ان سے ملتی تھی اور سمجھ لیا گیا کہ وہ مارے گئے ہیں۔ یہ ایسا واقعہ ہے کہ اس میں مصفی غیب کا علم قبل از وقت دیا گیا۔ جس کی واقعات نے بعد میں تصدیق کر دی۔

علیگ کئی باتیں انسان قیاس سے بھی معلوم کر لیتا ہے۔ اکثر باتوں میں نفس کا بھی دخل ہوتا ہے۔ پھر امتیاز کس طرح پر ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نفس کا تعلق قیاسی باتوں تک محدود ہوتا ہے۔ کیونکہ نفس کو قدرت پر تصرف حاصل نہیں مثلاً کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کا دوست آیا ہے اور ممکن ہے دوسرے دن اس کا دوست آ بھی جائے اور اس کا خواب پورا ہو جائے۔ یہ خالص اقتداری فعل نہیں۔ قیاس سے بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن الہام میں قدرت پر تصرف کر کے دکھایا جاتا ہے۔ پھر پیشگوئی میں معمولی آئندہ کا واقعہ نہیں ہوتا۔ بلکہ بہت سے کمپلیکس Complex واقعات کا مجموعہ ہوتا ہے پھر بعض باتیں مشروط ہوتی ہیں کہ اگر یوں کرے گا۔ تو یوں ہوگا اور اگر ایسا نہیں کرے گا۔ تو پھر یوں ہوگا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک قادر اور فاعل بالارادہ ہستی کی طرف سے یہ باتیں بتائی جاتی ہیں۔ اپیریشن (Apparition) یعنی وہ فرضی نظارے جو سخت مصیبت یا خطرہ کی حالت میں کسی دوست یا رشتہ دار کو دکھائے جاتے ہیں۔ ان کو کشف روحانی سے کوئی نسبت نہیں۔ نہ ہی یہ طبعی اسباب کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کشف روحانی میں آئندہ ہونے والے واقعہ کی صحیح تصویر دکھائی جاتی ہے۔ جس کی باریک سے باریک تفصیلات بھی صحیح ہوتی ہیں۔ پھر وہ وقوع سے قبل دکھایا جاتا ہے۔ پھر نہ صرف دوستوں بلکہ دشمنوں کے

متعلق بھی علم دیا جاتا۔ یہ سب باتیں اپاریشن میں نہیں پائی جاتیں۔ انسانی دماغ قیاسی باتوں سے زیادہ آئندہ کے متعلق کچھ نہیں بتا سکتا۔ اسی طرح ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے رویا کی بنا پر طاعون کے متعلق اعلان کیا تھا۔ کہ عنقریب پنجاب میں سخت قسم کی طاعون شروع ہونے والی ہے۔ حالانکہ اس وقت کئی سالوں سے ملک طاعون سے خالی تھا۔

ظاہری عبادت کی ضرورت

علیگ نماز وغیرہ خاص عبادات کی کیا ضرورت ہے۔ دل میں اگر خدا کی محبت ہو اور انسان سچی کوشش کرے۔ تو وہ خدا تک پہنچ سکتا۔ قرآن میں بھی آتا ہے والذین جاھدوا (۔)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نماز کا تعلق ایمان سے ہے اور ایمان کے بیج کی نشوونما اعمال (نماز اور روزہ وغیرہ) سے ہوتی ہے۔ گو اصل نیکی دل کی ہے۔ مگر عمل سے اس کا اظہار بھی ضروری ہوتا ہے۔ ماں کو بچے سے محبت ہوتی ہے۔ مگر ظاہری حرکات سے وہ اس کا اظہار بھی کرتی ہے اور کوئی نہیں کہتا کہ بچے کو چومنا، پیار کرنا، لغو کام ہے۔ پھر ظاہری اعمال اس چھلکے کی مانند ہوتے ہیں۔ جو گودے (مغز) کی حفاظت کرتا ہے گو اصل مقصود گودا ہے۔ مگر اس میں کیا شک ہے کہ گودے کی نشوونما اور اس کی تکمیل کے لئے چھلکے کا وجود نہایت ضروری ہے۔ کسی پھل کے پکنے سے پہلے اگر اس کا چھلکا اتار دیا جائے تو وہ گل جاتا ہے۔ پھر ظاہری عبادت کا اثر ہماری اولاد پر پڑتا ہے اسے معلوم ہوتا ہے کہ ہم کس کی عبادت کرتے ہیں اور کیوں کرتے ہیں۔

ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ خاص رنگ میں لوگوں کی تربیت کی جائے اور اس کے لئے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ مختلف طریق رکھے گئے ہیں۔ دیکھو فوجی ٹریننگ کے لئے خاص قسم کی پریڈ ضروری ہوتی ہے۔ گورنمنٹ بھی فوج کا خاص خیال رکھتی ہیں۔ کیونکہ اس سے اسے مشکل وقت میں کام لینا ہوتا ہے۔ عوام کا اس طرح پر خیال نہیں رکھا جاتا اور الذین جاھدوا فینا (۔) کا یہ مطلب نہیں کہ رسول کریم صلی علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کے احکام پر عمل کرنا ضروری نہیں بلکہ ہندو عیسائی پارسی وغیرہ اپنے اپنے طریق پر چل کر نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ جو سچے دل کے ساتھ ہم سے ہدایت کا طالب ہوتا ہے اور اس کے لئے سچی کوشش بھی کرتا ہے اسے ہم ہدایت کا راستہ دکھا دیتے ہیں اور وہ ہدایت اس طرح پر ہوگی کہ اسے بتایا جائے گا کہ اگر نجات چاہتے ہو تو میرے رسول کا راستہ پکڑو قرآن کریم میں یہ ارشاد موجود ہے کہ ان کنتم تحبون اللہ (۔) اگر اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو۔ تو اس کے رسول کی اتباع کرو۔ پس رسول کی پیروی کے بغیر نجات ممکن نہیں۔

صحیح راستہ پر چلنا ضروری ہے

علیگ بغیر کچھ نتیجہ دیکھنے کے انسان بیعت کے لئے کس طرح تیار ہو سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بیعت سے قبل ایک حد تک دلائل سے تسلی کرنی ضروری ہے۔ مگر نتیجہ بغیر بیعت کرنے کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے بیعت لیتے اور پھر خدا تک لوگوں کو پہنچاتے تھے نہ کہ ان کو خدا تک پہنچاتے اور پھر بیعت لیتے تھے۔ پس بیعت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ پہلے نتیجہ دکھایا جائے۔ مثلاً میں کہتا ہوں کہ فلاں کمرے میں آپ کا دوست بیٹھا ہے آپ کہتے ہیں میں یقین نہیں کرتا جب تک دوست کی شکل نہ دکھا میں کہتا ہوں اچھا آؤ دروازے میں کھڑے ہو جاؤ۔ میں آپ کا دوست کمرے میں بیٹھا ہوا دکھاتا ہوں۔ مگر آپ کہتے ہیں پہلے دوست کی شکل یہاں سے بیٹھے بیٹھے دکھا دو۔ پھر دروازہ میں کھڑا ہوں گا۔ حالانکہ یہ ممکن ہے کہ بغیر دروازے میں کھڑے ہونے کے کمرے کے اندر کی چیز دکھائی جا سکے یہی حال روحانیت کا ہے۔ جب تک بیعت کا راستہ اختیار نہ کیا جائے۔ اس وقت تک خدا کا دیدار نہیں ہو سکتا۔ پھر ہر بات کا ثبوت خود ہی مشاہدہ نہیں کیا جاتا بلکہ دوسروں کے مشاہدہ پر بھی یقین کرنا پڑتا ہے۔ جب ایک شخص دوسروں کو دیکھتا ہے کہ ان کو اس دروازہ میں داخل ہو کر خدا کا قرب حاصل ہو گیا ہے۔ تو دیکھنے والے کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوگی کہ میں بھی اس راستہ پر چلوں۔

کسی بات کے منتہیٰ یا مقصود کو دیکھنے کے لئے خاص راستہ پر چلنا ضروری ہوتا ہے پہلے مقصود نظر نہیں آیا کرتا۔ پہلے ہمیشہ راستہ نظر آیا کرتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص پشاور میں بیٹھ کر کہے کہ مجھے یہاں بیٹھے بیٹھے بمبئی دکھا دو۔ تو اسے یہی کہا جائے گا کہ پہلے فرنٹیر میل پر سوار ہو جاؤ۔ پھر تم کو بمبئی نظر آئے گا اگر کوئی مریض ڈاکٹر سے کہے کہ تم پہلے میرا بخار اتار دو۔ پھر میں تمہارے ہاتھ سے کونین لوں گا تو ڈاکٹر یہی جواب دے گا کہ تم پہلے کونین میرے ہاتھ سے لے کر کھاؤ پھر تمہارا بخار اترے گا اور تم کو یقین بھی ہو جائے گا کہ میں قابل ڈاکٹر ہوں پس کسی بات کا انجام دیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک خاص راستہ پہلے پکڑا جائے۔

علیگ اس وقت خدا تک پہنچنے والے کئی راستے ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ہر ایک کو سچا کہنے کے مدعی بھی موجود ہیں۔ پھر فیصلہ کس طرح کیا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی راستہ اصل میں ایک ہی ہے۔ مختلف راستے اصل دین کی غلط ترجمانی سے بعد میں بنے ہیں۔ (مومنوں) کے سب فرقے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ورنہ اصل اور حقیقی (دین) ایک ہی راستہ بتاتا ہے۔

بیعت کی ضرورت

علیگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا کیوں ضروری ہے۔ اگر انسان کے دل میں وطن کی محبت ہو۔ تو کیا وہ ملک اور قوم کی خدمت انفرادی طور پر نہیں کر سکتا؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی میرے ہاتھ پر بیعت کرنا اس لئے ضروری ہے کہ اس وقت ایمان کی تکمیل کا واحد ذریعہ احمدیت ہے بے شک حب وطن کا جذبہ قابل قدر ہے مگر اس کے لئے بادشاہ وقت کی اطاعت بھی ضروری ہے کوئی شخص بادشاہ کا باغی ہو کر حب وطنی دعوے نہیں کر سکتا۔

فوج بنانے کے لئے نظام کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے لئے ایک ہاتھ پر جمع ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر خدمت دین کما حقہ نہیں ہو سکتی۔ انفرادی خدمت کا نتیجہ دیرپا نہیں ہوا کرتا۔ خدمت وہی نصیب ہو سکتی ہے جو نظام کے ماتحت ایک ہاتھ پر جمع ہو کر کی جائے۔

مشاہدہ ایمان بالغیب کے بعد ہوا کرتا ہے

علیگ کچھ مشاہدہ ہو جائے تو پھر انسان بیعت کر سکتا ہے محض دلائل سے اطمینان نہیں ہوتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان ظاہری دلائل کی بناء پر لائے تھے۔ یا مشاہدہ کیا تھا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہری دلائل سے ایمان کافی تھا۔ اب بھی پہلے ظاہری دلائل سے مان لیں۔ پھر آہستہ آہستہ مشاہدہ بھی ہو جائے گا۔

ایک اندھا جو ڈاکٹر سے کہے کہ مجھے پہلے بینائی دو تا میں ایک دفعہ تمہاری شکل دیکھ لوں۔ پھر اپریشن کراؤں گا کیونکہ مجھے کس طرح یقین ہو کہ یہ ڈاکٹر قابل ہے۔ تو ڈاکٹر یہی کہے گا کہ تم کو اپریشن کرانے سے قبل بینائی کیسے مل سکتی ہے۔ پہلے اپریشن کے لئے رضامند ہو۔ پھر بینائی بھی مل جائے گی اور اگر میری قابلیت کے متعلق اطمینان کرنا ہے تو دوسرے مریضوں سے پوچھ لے۔

خدا کس طرح ملتا ہے

علیگ کیا خدا محدود ہے کہ وہ خاص محدود ذرائع سے ہی ملتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ خدا محدود نہیں۔ گروہ خاص Organization (تنظیم) کے ماتحت ملا کرتا ہے۔ جس کے لئے اس نے مختلف ذرائع مقرر کئے ہیں اور وہ ذرائع ملائکہ، رسول اور الہامی کتب وغیرہ کا سلسلہ ہے۔ پہلے عقلی دلائل اور دوسروں کے مشاہدہ سے انسان ایمان بالغیب لے آتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کو اپنے ذاتی مشاہدہ سے ایمان بالشہود نصیب ہو جاتا ہے اور اطمینان قلب حاصل ہو جاتا ہے۔

علیگ سوفسطائی مذہب کا دین حق کے ساتھ کچھ تعلق ہے؟

عمدہ مزاح

رسول اللہ ﷺ نہایت عمدہ مزاح فرماتے مگر آپ کا مزاح سچ کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ کبھی حضرت اسامہؓ کو دو کانوں والے کہہ کر مزاح فرماتے تو کبھی ابوعمیر کو کہتے تیرے نغیر نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہم سے خوب گھل مل جایا کرتے تھے حتیٰ کہ آپؐ میرے چھوٹے بھائی کو کبھی فرماتے۔ اے ابوعمیر! تیرے نغیر (سرخ چڑیا) نے کیا کیا؟ ابوعیسیٰ (امام ترمذی) کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ مزاح بھی فرمایا کرتے تھے اور یہ بھی کہ آپؐ نے ایک چھوٹے بچے کی کنیت رکھی اور اسے کہا اے ابوعمیر! اور اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے بچے کو پرندہ دینے میں کوئی حرج نہیں جس سے وہ کھیلے۔ ابوعمیر نے ایک پرندہ نغیر پال رکھا تھا وہ مر گیا وہ اداس بیٹھا تھا۔ اس پر نبی ﷺ نے اس سے مزاح کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اے ابوعمیر! نغیر نے کیا کیا!

(شمائل الترمذی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نہیں سوفسطائیوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں کوئی چیز حقیقی نہیں۔ سب وہم ہی وہم ہے حتیٰ کہ انسان کا اپنا وجود بھی محض وہم کی وجہ سے نظر آتا ہے ایک سوفسطائی کے متعلق آپ کو لطیفہ یاد ہو گا جو کسی بادشاہ کے دربار میں گیا تھا۔ بادشاہ نے کہا آج آپ کے عقیدہ کا امتحان کریں گے۔ اسے بند کمرہ میں کھڑا کر کے ایک مست ہاتھی وہاں چھوڑ دیا ہے جسے دیکھ کر وہ سیڑھیوں کی طرف بھاگا۔ بادشاہ نے کہا۔ بھاگتے کیوں ہو۔ ہاتھی کا وجود تو محض وہم ہے۔ اس نے کہا۔ میں کہاں بھاگ رہا ہوں۔ یہ بھی تو آپ کا وہم ہے۔

منکرین و مامورین کے الہام میں فرق

علیگ حضرت مرزا صاحب کے منکروں کو بھی الہام ہوتا ہے۔ پھر اس میں حضرت صاحب کو کیا فضیلت حاصل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بے شک منکروں کو بھی الہام ہوتا ہے۔ بلکہ معمولی الہام یا سچی خواب تو کنچنی کو بھی آ سکتی ہے۔ مگر انبیاء کے الہام میں کثرت اور اقتدار ہوتا ہے۔ اقتداری الہام منکروں کو نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی اس بات کا مدعی ہے تو اسے میرے مقابل پر لائیں۔ بعض گدی نشین دعوے کرتے ہیں کہ ان کو الہام ہوتا ہے مگر اپنے الہاموں کو چھپاتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس کچھ ہوتا ہی نہیں۔ ورنہ در بے بہا کو کون چھپایا کرتا ہے اگر ان کو خدا سے کچھ ملتا ہو۔ تو ضرور وہ لوگوں کو دکھائیں۔

(الفضل مورخہ 13 جولائی 1933ء)

ن۔رفیق

آنحضور ﷺ کی ازواج مطہرات کا مختصر تعارف

رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق کی بدولت جنت نظیر گھر کی چند مثالیں

(قسط دوم آخر)

زوجہ مطہرہ حضرت حفصہؓ

ام المومنین حضرت حفصہؓ حضرت عمر فاروقؓ کی صاحبزادی تھیں۔غزوہ بدر میں آپ کے پہلے شوہر خنیسؓ زخمی ہوئے اور پھر ان زخموں کے باعث شہادت کا رتبہ پا گئے۔تو 3ھ میں رسول اکرم ﷺ نے آپ سے نکاح کیا۔

(صحیح بخاری)

تعلیم کا انتظام فرمایا

اپنے اہل خانہ کے ہر شوق کو رسول اللہ ﷺ نے کتنے احسن رنگ میں پورا فرمایا۔ایسا انداز جس سے نہ صرف اپنی ازواج مطہرات کی تعلیم و تربیت فرمائی بلکہ پوری دنیا کے لئے عظیم الشان لائحہ عمل بیان کر دیا۔حضرت حفصہؓ کو تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔اس ضمن میں ایک روایت پیش ہے۔

حضرت حفصہؓ نہایت عبادت گزار اور مذہب کی پابند خاتون تھیں۔تعلیم کا بہت شوق تھا۔رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کے شوق کو دیکھتے ہوئے آپ کی تعلیم کا انتظام فرمایا۔رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پر شفا بنت عبداللہ عدویہ نے ان کو لکھنا سکھایا۔

(مسند احمد)

حضرت ابوبکرؓ نے قرآن کریم کے تمام کتابت شدہ اجزاء کو یکجا کر کے حضرت حفصہؓ کے پاس رکھوا دیا تھا۔یہ اجزاء تازندگی ان کے پاس رہے۔یہ ایک عظیم الشان شرف تھا جو حضرت حفصہؓ کو حاصل ہوا۔

معلم اخلاق حضرت محمد ﷺ کا سلوک آپؓ سے بے حد مشفقانہ تھا۔حضرت حفصہؓ کے مزاج میں کسی قدر تیزی تھی تاہم اس مقدس گھر کی فضا کبھی لڑائی جھگڑے سے آلودہ نہ ہوئی تھی۔

حضرت عمرؓ کی روایت ہے کہ جاہلیت میں عورت کی بہت کم وقعت ہوتی تھی۔ایک دن میں کسی معاملہ میں شامل تھا۔میری بیوی نے مجھے مشورہ دیا۔میں نے ان کو جھڑک دیا کہ تم کو ان امور سے کیا واسطہ؟ بولیں۔تم کو میری بات اچھی نہیں لگتی۔حالانکہ تمہاری بیٹی رسول اللہ ﷺ کو برابر جواب دیتی ہے۔میں یہ سن کر حفصہ کے پاس آیا اور پوچھا کیا واقعہ ہے؟ انہوں نے کہا۔بےشک میں ایسا کرتی ہوں۔میں نے کہا۔خبردار ایسا نہ کیا کرو۔میں تم کو عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں۔

(صحیح بخاری)

حضرت حفصہؓ نہایت خدا ترس تھیں اور اپنا زیادہ وقت عبادت الٰہی میں گزارتی تھیں۔

حافظ ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں یہ حدیث ان کی شان میں بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ جبرائیل امینؑ نے حضرت حفصہؓ کے بارے میں یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کہے۔

"وہ بہت عبادت کرنے والی بہت روزے رکھنے والی ہیں۔اے محمد (ﷺ) وہ جنت میں آپ ﷺ کی زوجہ ہیں۔"

وفات

حضرت حفصہ ام المومنینؓ نے 45ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔مدینہ کے گورنر مروان نے نماز جنازہ پڑھائی۔اس کے بعد حضرت ابو ھریرہؓ آپؓ کے جنازے کو قبر تک لے گئے۔آپؓ جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوتی رہیں آپؓ کی مقدس روح پر۔(آمین)

زوجہ مطہرہ حضرت زینب بنت خزیمہؓ

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ اوائل رمضان 3ھ میں رسول اکرم ﷺ کی زوجیت میں آئیں اور ام المومنین کہلانے کا شرف حاصل کیا۔ان کا پہلا نکاح رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جحش سے ہوا تھا۔جو ایک جلیل القدر صحابی تھے۔اور جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔

نہایت فیاض اور غریب پرور تھیں۔اپنی ان صفات کی وجہ سے لوگوں میں "ام المساکین" کے لقب سے مشہور ہو گئیں تھی۔

وفات

رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں صرف دو تین مہینے ہی رہنے پائی تھیں۔کہ پیغام اجل آ گیا۔رسول اکرم ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن فرمایا۔وفات کے وقت آپؓ کی عمر 30 سال تھی۔

(اصابہ جلد 8 صفحہ 95)

حضرت خدیجہؓ کے بعد حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کو یہ شرف حاصل ہوا وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں رخصت ہوئیں۔اللہ تعالیٰ آپؓ سے ہمیشہ راضی رہے۔(آمین)

زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہؓ

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ شوال 4ھ کی آخری تاریخوں میں رسول اکرم ﷺ کے عقد میں آئیں۔آپؓ کا نام ھند تھا۔ام سلمہؓ کنیت تھی۔آپؓ کا پہلا نکاح عبداللہ بن الاسد سے ہوا تھا جو ابوسلمہؓ کے نام سے مشہور ہیں۔آپؓ آغاز نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئی تھیں۔آپؓ کے شوہر ابو سلمہؓ غزوہ احد میں زخمی ہوئے اور ان زخموں کے سبب ہی وہ 4ھ میں وفات پا گئے۔ابوسلمہؓ کی وفات کے وقت حضرت ام سلمہؓ حاملہ تھیں۔وضع حمل کے بعد جب عدت گزر گئی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کے ذریعہ آپؓ کو نکاح کا پیغام بھجوایا۔حضرت ام سلمہؓ نے یہ چند عذر پیش کئے کہ میں سخت غیور عورت ہوں۔صاحب عیال ہوں۔میری عمر زیادہ ہے۔آنحضرت ﷺ نے سب شرطیں منظور فرمالیں اور راضی ہو گئیں اور اپنے بیٹے عمر سے کہا اٹھو اور رسول اکرم ﷺ سے میرا نکاح کردو۔

(سنن نسائی)

ہمدردی کا سلوک

آنحضرت ﷺ حضرت ام سلمہؓ کا بے حد خیال رکھتے تھے۔حجۃ الوداع کے موقع پر جب کہ حضرت ام سلمہؓ بیمار تھیں لیکن آپؓ کو یہ گوارا نہ ہوا کہ دینی فرض سے پہلو تہی کریں آپؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ آئیں۔طواف کے وقت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ام سلمہ! جب نماز فجر ہونے لگے۔تم اونٹ پر سوار ہو کر طواف کر لینا۔

(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 219)

مشورے کی قدر

رسول اکرم ﷺ ایسے خاوند نہ تھے جو جابر اور حاکم ہی ہوتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کا سلوک اپنی ازواج سے ایسا مشفقانہ تھا کہ آپ ﷺ اپنی پریشانی ان سے بیان کر لیا کرتے اور ان سے مشورہ کر لیا کرتے تھے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر ام سلمہؓ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔آپؓ نے اس موقع پر جو رسول اکرم ﷺ کو مشورہ دیا وہ آپ کی کمال فراست اور اصابت الرائے رکھنے پر دلیل ہے۔اور یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے آپؓ کے صائب مشورے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اس پر عمل کیا۔

صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ صلح کی شرائط کے بعد رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں اور چونکہ یہ شرائط صلح بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں اس لئے عام طور پر شکستہ دلی پھیلی ہوئی تھی آپ ﷺ کے تین بار حکم دینے پر بھی کوئی شخص آمادہ نہ ہوا۔آپ ﷺ گھر آئے اور ام سلمہؓ سے واقعہ بیان کیا۔انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! مسلمانوں نے آپ ﷺ کا فرمان اچھی طرح نہیں سمجھا۔آپ ﷺ خود باہر نکل کر قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لئے بال منڈوائیں۔رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہؓ کا مشورہ قبول کر لیا اور کسی سے کچھ کہے بغیر خود بھی قربانی کی اور احرام اتارا۔جب صحابہؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان حتمی ہے تو سب نے دھڑا دھڑ قربانیاں کیں اور احرام اتارا۔

(صحیح بخاری)

وفات

آنحضرت ﷺ کی یہ عاشقہ صادقہ علم و ذہانت کا مرقع، حسن صورت و حسن سیرت سے مالا مال ہستی 63ھ میں 84 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ آپؓ کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔(آمین)

زوجہ مطہرہ حضرت زینب بنت جحشؓ

ام المومنین حضرت زینبؓ ان خوش نصیب عورتوں میں سے تھیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آنے کا شرف حاصل ہوا۔آپؓ وہ باسعادت خاتون تھیں جن کا نکاح خود خدا تعالیٰ نے بذریعہ وحی نبیوں کے سردار اپنے محبوب بندے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔آپؓ کا وجود بڑی عظمت کا حامل ہے۔کیونکہ آپؓ کے ذریعہ سے جاہلیت کی رسومات کی بیخ کنی ہوئی۔

حضرت زینبؓ کی والدہ کا نام امیمہ تھا۔ جو رسول اکرم ﷺ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ حضرت زینبؓ "سابقون الاولون" میں سے تھیں۔ یعنی پہلے دور میں اسلام لائی تھیں۔

مہربانہ سلوک

حضرت زینبؓ نہایت دین دار عبادت گزار اور مخیّر خاتون تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کا سلوک آپؓ سے بے حد مہربانہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ حضرت زینبؓ کی عبادت و زہد کے خود معترف تھے۔ اس کا اظہار آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا تھا۔ حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین کی جماعت میں مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ حضرت زینبؓ بھی اس موقع پر موجود تھیں۔ انہوں نے کوئی ایسی بات کہی کہ جو حضرت عمرؓ کو ناگوار گزری۔ انہوں نے ذرا تلخ لہجہ میں حضرت زینبؓ کو دخل دینے سے منع کیا۔ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا۔ عمر ان سے کچھ نہ کہو۔ یہ **اواہ** (یعنی بڑی عبادت گزار اور خدا سے ڈرنے والی) ہیں۔

(اصابہ جلد 2 صفحہ 602)

وفات

حضرت زینبؓ نے 53 برس کی عمر میں 20ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت سوائے ایک مکان کے کوئی ترکہ نہ چھوڑا۔ جو ولید بن ملک نے 50 ہزار درہم میں ان کے اعزہ سے خرید کر مسجد نبوی میں ملا دیا۔

(طبقات جلد 8 صفحہ 81)

خدا کی ان گنت رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی رہیں اس عظیم عورت پر جو غریبوں کا ملجاء و ماویٰ اور فقراء و مساکین کی مربی اور دستگیر تھیں۔ اور رسولِ خدا ﷺ کی نیک بخت زوجہ مطہرہؓ تھیں۔

زوجہ مطہرہ حضرت جویریہؓ

ام المومنین حضرت جویریہؓ خاندانِ مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی تھیں۔ آپؓ کا پہلا نام **برّہ** تھا۔ ان کا پہلا نکاح ان کے ابن عم مسافع بن صفوان سے ہوا تھا جو **ذی شغر** کے نام سے مشہور تھا۔

غزوہ مریسیع جو غزوہ بنی مصطلق کا دوسرا نام ہے۔ 5ھ میں ہوا تھا۔

آنحضرت ﷺ حضرت جویریہؓ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ تشریف لائے تو پوچھا۔ کچھ کھانے کو ہے۔ جواب دیا میری کنیز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا وہی رکھا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ فرمایا۔ لے آؤ۔ کیونکہ صدقہ جس کو دیا گیا تھا اس کو پہنچ گیا۔

(صحیح مسلم)

وفات

حضرت جویریہؓ نے ربیع الاول 50ھ میں 65 سال کی عمر میں وفات پائی۔ والی مدینہ مروان بن حکیم نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ آمین

زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہؓ

حضرت ام حبیبہؓ اسلام کی خاطر طویل صعوبتیں خندہ پیشانی سے ادا کرنے والی وہ عظیم ہستی تھیں جنہیں ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ آپؓ ابوسفیان کی بیٹی تھیں۔ اصل نام رملہ تھا اور کنیت ام حبیبہ تھی۔ آپؓ کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا تھا۔ دونوں نے ہی بعثت کے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا۔

پرخلوص محبت

سچی محبت اس امر کی مقتضی ہوتی ہے کہ محبّ اپنے محبوب کیلئے جوشِ غیرت رکھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے آپؓ کی پُر خلوص محبت اور آپ ﷺ کیلئے ایمانی غیرت رکھنے کا نظارہ اس واقعہ سے بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔

ابھی ابوسفیان اسلام نہ لایا تھا وہ اپنی بیٹی سے ملنے آیا۔ حضرت ام حبیبہؓ کے پاس ایک فرش پڑا ہوا تھا۔ وہ اس پر بیٹھنے لگا تو آپؓ نے جلدی سے اسے تہہ کر لیا۔ ابوسفیان نے پوچھا بیٹی یہ فرش تم نے کیوں تہہ کر لیا۔ فرمانے لگیں اے باپ! تو مشرک ہے اور ناپاک ہے۔ یہ وہ فرش ہے کہ جس پر رسول خدا ﷺ بیٹھتے ہیں۔ میں کس طرح برداشت کر سکتی ہوں کہ خدا کے نبی کے فرش کو تو ہاتھ لگائے۔ جب میں تجھ سے جدا ہوئی تھی تو میں کافر تھی۔ اب مجھے خدا نے اسلام دیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ رسولِ کریم ﷺ کی کیا حیثیت ہے اور تیری کیا حیثیت ہے۔ مستحکم ایمان رکھنے والی بیٹی کے منہ سے یہ ایمان افروز کلمات سن کر ابوسفیان خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا اور صرف اتنا کہا۔ کہ تو میرے بعد خرابیوں میں مبتلا ہو گئی ہے۔

(اصابہ جلد 6 صفحہ 586)

ایمانی غیرت کا مجسمہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہّرہ 44ھ میں 73 سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کو اعلیٰ علیّین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین

زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ

ام المومنین حضرت صفیہؓ وہ بزرگ ہستی تھیں جن کے بخت میں خدا تعالیٰ نے ازل سے سیادت رکھی تھی۔ اور جنہیں سرورِ دو عالم، خیر البشر حضرت محمد ﷺ کی زوجیت میں آنے کا شرف حاصل ہوا۔

آپؓ کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ آپؓ کے قبیلہ بنو نضیر کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ آپؓ کی پہلی شادی چودہ برس کی عمر میں ابن مشکم یہودی سے ہوئی تھی۔ بعد طلاق کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں۔ جو جنگ خیبر میں قتل ہوا۔

دلجوئی فرماتے

رسول اکرم ﷺ حضرت صفیہؓ سے بہت محبت سے پیش آیا کرتے تھے۔ آپؓ کا بے حد خیال رکھتے۔ حضرت صفیہؓ کے سارے خاندان کے افراد جنگِ خیبر میں کام آئے یا قیدی بنا لئے گئے۔ اس طرح آپؓ نہایت قابل رحم حالت میں تھیں۔ رسول اکرم ﷺ حضرت صفیہؓ کی دلجوئی فرماتے اور بہت عزیز رکھتے۔

حدیث میں آتا ہے کہ غزوہ خیبر میں واپسی کے سفر میں رسول اکرم ﷺ اپنے اونٹ کے پیچھے اپنی عبا کو پھیلا دیتے۔ اور اس پر حضرت صفیہؓ کو بٹھاتے تھے اور جب سواری پر چڑھنا ہوتا تو اپنا گھٹنا قدم رکھنے کے لئے پیش کیا کرتے تھے اور حضرت صفیہؓ اپنا پاؤں اس گھٹنے پر رکھ کر سواری پر بیٹھتی تھیں۔

(بخاری کتاب المغازی غزوہ خیبر)

بے نظیر حسن سلوک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رسول اللہ ﷺ کے بے نظیر حسنِ سلوک اور حضرت صفیہؓ سے آپ ﷺ کی دلداری کے متعلق فرماتے ہیں۔

"حضرت محمد ﷺ کا جو سلوک تھا اور آپ ﷺ کے اندر جو بے پناہ قوت جاذبہ پائی جاتی تھی اس کے نتیجہ میں ایک ہی رات میں حضرت صفیہؓ کی کایا پلٹ دی تھی اور حضرت محمد ﷺ کی ذات سے اتنا گہرا عشق ہو گیا کہ پھر کسی پرانے رشتہ دار کا خیال آپؓ کے دل میں نہ آیا۔"

(خطاب جلسہ سالانہ مستورات 27 دسمبر 1983ء)

وفات

آپؓ کی وفات پچاس ھ میں ہوئی۔ جبکہ آپؓ کی عمر 60 سال تھی۔ آپؓ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے وجود اقدس پر ان گنت رحمتیں نازل کرتا رہے۔ آمین

زوجہ مطہرہ حضرت میمونہؓ

ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت حارث کا اصل نام برّہ تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی زوجیت میں آنے کے بعد آپؓ کا نام میمونہؓ رکھا گیا۔ آپؓ کا پہلا نکاح مسعود بن عمیر ثقفی سے ہوا۔ ان سے طلاق ہو جانے کے بعد آپؓ کا نکاح ابو رہم بن عبد العزیٰ سے ہوا۔ 7ھ میں ابو رہم نے وفات پائی تو حضرت میمونہؓ بیوہ ہو گئیں۔

اسی سال رسول اکرم ﷺ جب عمرہ کیلئے مکہ سے مدینہ روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بن عبد المطلب نے آپ ﷺ سے حضرت میمونہؓ سے نکاح کر لینے کی درخواست کی۔ رسول اللہ ﷺ رضامند ہو گئے۔ چنانچہ احرام کی حالت میں ہی شوال 7ھ میں پانچ سو درہم حق مہر پر حضرت میمونہؓ سے نکاح ہوا۔

رسول اکرم ﷺ حضرت میمونہؓ سے مشفقانہ سلوک فرماتے تھے۔ حضرت میمونہؓ رسول اکرم ﷺ سے گہری محبت رکھتی تھیں۔ آپؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر آپؓ سختی سے عمل پیرا تھیں۔

ایک دفعہ حضرت میمونہؓ کا ایک رشتہ دار ان کے پاس آیا۔ اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی۔ آپؓ نے اس کو بہت سختی سے جھڑک دیا اور کہہ دیا کہ آئندہ کبھی میرے ہاں نہ آنا۔

(مسند جل 6 صفحہ 332)

وفات

حضرت میمونہؓ نے 51ھ میں وفات پائی۔ اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ سرف کا مقام ہی ان کا مدفن ٹھہرا جہاں ان کی رسمِ عروسی ادا ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی ان گنت رحمتیں اور انوار آپ پر نازل ہوتے رہیں۔ آمین

زوجہ مطہرہ حضرت ماریہ قبطیہؓ

حضرت ماریہ قبطیہؓ ایک باعزت مصری خاتون تھیں۔ انہیں بھی یہ شرف حاصل تھا کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنے حرم میں داخل فرمایا۔

شفقت و محبت

رسول اللہ ﷺ حضرت ماریہؓ سے بے حد شفقت و محبت سے پیش آتے تھے۔ اور آپ کی عزت و تکریم کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

"قبطیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔ اس لئے کہ ان سے عہد اور نسب دونوں کا تعلق ہے۔ ان سے نسب کا تعلق تو یہ ہے کہ اسماعیلؑ کی والدہ اور میرے فرزند اور ابراہیمؓ کی والدہ (ماریہ) دونوں اسی قوم سے ہیں۔ اور عہد کا تعلق یہ ہے کہ ان سے معاہدہ ہو چکا ہے۔

وفات

حضرت ماریہؓ نے محرم 16ھ میں وفات پائی۔ حضرت عمرؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپؓ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کے درجات بلند تر کرتا چلا جائے۔ آمین

ازواج میں عدل و انصاف

محسن نسواں حضرت اقدس محمد ﷺ اپنی ازواجِ

مطہرات کے حقوق میں پوری طرح عدل وانصاف کوملحوظ رکھتے تھے۔آپ ﷺ ان میں کسی قسم کا فرق نہ کرتے تھے۔آپ ﷺ بعد نمازِ عصر تمام ازواجؓ کے گھروں میں روزانہ باری باری تشریف لے جاتے تھے۔اور رات ہو جاتی تو اس زوجہ مطہّرہ کے گھر شب گزارنے کے لئے تشریف لے جاتے جن کے ہاں باری ہوتی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔''رسول اللہ ﷺ باری کی اتنی پابندی فرماتے تھے کہ کبھی ہم میں سے کسی کوکسی پر ترجیح نہ دیتے تھے اور ایسا شاذونادر ہی ہوتا کہ آپ ﷺ سب ازواجؓ کے ہاں روزانہ تشریف نہ لے گئے ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع آنحضرت ﷺ کے اس خلقِ عظیم کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔''آنحضرت ﷺ گہری محبت کے باوجود بیویوں کے درمیان حیرت انگیز طور پر انصاف فرمایا کرتے تھے اور جہاں تک آپ ﷺ کا بس چلتا تھا آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی بیوی سے فرق نہیں کیا۔کسی بیوی کوکسی دوسری بیوی کی حق تلفی کی بھی اجازت نہیں دی۔ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! یہ میری تقسیم اس دائرہ میں ہے جس میں مجھے اختیار ہے یعنی جہاں تک میرا بس چلتا ہے۔میں اپنی تمام ازواج میں انصاف کا سلوک کرتا ہوں۔جو کچھ میری طاقت میں ہے وہ سب کیلئے برابر کرتا ہوں۔مجھے اس کے متعلق ملامت نہ کرنا جس میں میرا کوئی بس اور اختیار نہیں یعنی دل کا جو معاملہ ہے وہ میرے قبضہ اور قدرت میں نہیں۔

ازواجِ مطہرات کی تعلیم وتربیت

رسول اکرم ﷺ کا اپنی ازواج سے حسنِ خلق کا نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ ان کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ فرماتے تھے۔جس زوجہ مطہرہ کے ہاں شب گزارنے کی باری ہوتی۔نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد وہاں تشریف لے جاتے۔اکثر ازواجؓ اور صحابیاتؓ بھی اسی گھر میں جمع ہو جاتیں۔گویا کہ مدرسہ نسواں قائم ہوتا تھا۔جس میں شارعِ اعظم حضرت محمد ﷺ ازواجِ مطہّرات کواور دیگر عورتوں کودینی مسائل کی تعلیم فرماتے۔

رسول اکرم ﷺ جو مدینۃ العلم تھے۔علم کے حصول کی انتہائی تاکید فرماتے تھے اور مذہب اسلام کی بنیاد بھی اس یقینی علم پر ہے۔جو اللہ کی طرف سے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے آخری شریعت یعنی قرآنِ کریم کی صورت میں نازل ہوا ہے اور مذہب اسلام ہر بات کودلیل سے منواتا ہے۔اس لئے معلم انسانیت ،حضرت محمد ﷺ نے تحصیل علم پر بہت زور دیا۔آپ ﷺ فرماتے تھے۔علم حاصل کرنا ہر مومن مرد عورت پر فرض ہے۔

(ابنِ ماجہ روایت حضرت انسؓ)

ازواجِ مطہرات کی اعلیٰ اخلاقی تربیت

آنحضرت ﷺ کواپنی ازواج سے حقیقی محبت تھی۔آپ ﷺ ان کی ہر بات اور خواہش کا لحاظ رکھتے اور ان کے شوق جو بے ضرر ہوتے حتی الامکان پورے کردیتے۔آپ ﷺ نے کبھی ان پر سختی نہ کی۔لیکن اس تمام محبت اور حسنِ سلوک کے باوجود رسول اللہ ﷺ اپنے اہلِ بیت کے محاسبے سے کبھی غافل نہ ہوئے۔جہاں لغزش نظر آتی ،ہدایت وتعلیم فرماتے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ کی خدمت میں چند یہودی آئے اور السلام علیکم (کہ تم پر سلامتی ہو) کی بجائے السام علیک (یعنی تم پر ہلاکت ہو) کہا۔آنحضرت ﷺ نے جواب میں صرف وعلیکم (اور تم پر) فرمایا۔حضرت عائشہؓ سن رہی تھیں۔وہ ضبط نہ کرسکیں۔بولیں علیکم السام واللعنۃ (تم پر ہلاکت اور لعنت ہو) آپ ﷺ نے فرمایا۔عائشہ! نرمی اختیار کرو۔اللہ ہر بات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔

(صحیح بخاری باب الرفق فی الامر کلہ صفحہ 890)

ایک دفعہ کسی نے حضرت عائشہؓ کی چیز چرائی۔زنانہ رسم کے مطابق انہوں نے اس کو بددعا دی۔آپ ﷺ نے فرمایا۔بددعا دے کر اپنا ثواب اور اس کا گناہ کم نہ کرو۔

حرفِ آخر

محسنِ انسانیت حضرت اقدس محمد مصطفےٰ ﷺ کی مطہر عائلی زندگی کی ان چند مختصر خوبصورت جھلکیوں سے پتہ چلتا ہے کہ حقیقی جنت گھر کی تعمیر میں ہے اور دنیا کی سب پاکیزہ، سب سے حسین اور بے نظیر جنت رسول اکرم ﷺ کے گھر میں آپ ﷺ کے عدیم المثال حسن سلوک کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے حسنِ اخلاق اور پاک تاثیرات سے ایک ایسا جنت نظیر معاشرہ تعمیر ہوا۔جس نے ملک عرب کی کایا پلٹ دی۔آپ ﷺ کی لائی ہوئی حسین تعلیم سے ایک ایسا عظیم انقلاب برپا ہوا جس میں ذہنوں کے زاویے اور نظر وفکر کے اسلوب یکسر بدل ڈالے اور محبت اور بھائی چارے کی فضاء ہر گھر میں پھیل گئی۔

پس ہم سب کا آج یہ نہایت ہی اہم فریضہ ہے کہ ہم محسنِ نسواں کے لائے ہوئے دین، دین اسلام کی سربلندی اور اشاعت کے قیام کی خاطر اپنی اور اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت اس رنگ میں کریں کہ یہ دنیا اسلام کی جنت کا حسین گہوارہ بن جائے۔ہر گھر، ہر شہر اور ہر ملک میں امن وسکون اور محبت کی فضاء پیدا ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمانے کی آئندہ تقدیر احمدیت سے وابستہ کردی ہے۔ہمیں چاہئے کہ زمانے کی اس تقدیر کو بدلنے کیلئے بیدار ہو جائیں۔راتوں کو اٹھ کر قربانیاں بجا لائیں۔قربانیوں اور دعاؤں کے ذریعہ سے زمانے کی تقدیر کو بدلنے کی کوشش کریں۔

الغرض رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ، آپ ﷺ کا دلکش حسنِ سلوک عالمِ انسانیت کو پیغام دے رہا ہے کہ وہ جنت نظیر معاشرے کے حصول کیلئے اسوۂ محمدی ﷺ کو اپنائیں۔پرسکون مطہّر عائلی زندگی کے قیام کے لیئے اخلاقِ محمدی ﷺ کے آئینہ میں اپنے آپ کو سنواریں اور اپنے وجود کو اپنے محسن و مشفق آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے حسنِ کردار سے زینت دیں تا اس معاشرے کی دھکتی ہوئی جہنم خیر الخلائق سید الانبیا محمد ﷺ کی عطاء کردہ جنت میں بدل جائے۔

پس آیئے یہ عہد کریں کہ ہم اپنے گھروں کو سکون کی دولت سے بھرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کی اسوۂ حسنہ کی تقلید کریں گے اور پیار ومحبت اور اعتماد کی فضاء میں رِحمی رشتوں کو مضبوط کریں گے تا ہمارا ایک زندہ اور پختہ اور مضبوط تعلق رحمٰن خدا سے ہو جائے۔

سلام اور رحمت

(کلام حضرت مسیح موعود)

مصطفیٰؐ پر ہو تیرا بے حد سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ تیرا نقش جمایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

(درثمین)

بقیہ صفحہ 8 عمل صالح کی اہمیت وبرکات

دیکھ سن کر کافی بیعتیں بھی آرہی ہیں۔

پس ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ان واقعات نے جو جماعتی قربانی کی صورت میں ہوئے جس طرح پہلے سے بڑھ کر ہمیں خداتعالیٰ کی طرف راغب کیا ہے، اس جذبے کو، اس ایمانی حرارت کو اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی آہ وبکا کے عمل کو، اپنے اندر پاک تبدیلیوں کی کوششوں کو کبھی کمزور نہ ہونے دیں، کبھی کمزور نہ ہونے دیں، کبھی اپنے بھائیوں کی قربانی کو مرنے نہ دیں جو اپنی جان کی قربانی دے کر ہمیں زندگی کے نئے راستے دکھا گئے۔اگر ہم نے اپنی سوچوں اور اپنے عملوں کو اس نہج پر چلایا تو خداتعالیٰ کی غیر معمولی نصرت کے نظارے بھی ہم دیکھیں گے اور یاد رکھو کہ اللہ کی مدد یقیناً قریب ہے (البقرہ: 215) کی جاں فزا اور پُرشوکت آواز بھی ہم سنیں گے اور فتح کی خوشخبری اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔پس خدا کے حضور جھک جائیں اور اپنے خدا جو سب طاقتوں کا مالک ہے جو مجیب الدعوات ہے اس کے حضور اس طرح چلائیں کہ عرش کے کنگرے بھی ہلنے لگیں۔اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی ایسی دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔

ابن کریم

ہر کام میں عمل صالح کی اہمیت و برکات

جب سے اعمال صالح کی یہ تعریف پڑھی کہ عمل صالح وہ ہوتا ہے جو موقعہ محل کے مطابق ہو بڑا ہی لطف آیا۔ آئے روز مختلف جگہوں پر اجلاسات وغیرہ میں شمولیت کا موقعہ ملتا ہے تو مرکزی طور پر جو عنوان دیا گیا ہو اجلاس میں اس مناسبت سے تلاوت اور نظم نہ ہو تو صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ کوئی خاطر خواہ تیاری نہیں تھی مرکزی منشاء یہ ہوتی ہے کہ ہمارے اجلاسات ہماری روایات کی مناسبت سے بھرپور تیاری اور شایان شان طریق سے ہوں۔ مثلاً مرکزی پروگرامز میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اگر دعوت الی اللہ کا پروگرام ہے تو اسی مناسبت سے آیات کا انتخاب اور نظموں کا انتخاب عمل میں لایا جاتا ہے اور اگر نماز کے متعلق ہو تو وہاں بھی بعینہٖ اس طرح آیات اور پھر نظموں میں سے اشعار کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اگر یوں ہو تو سننے اور دیکھنے والے اپنی علمی تشنگی دور کرتے ہیں اور انہیں صحیح ماخذ تک بنیادی تعلیم کی رسائی ہو جاتی ہے۔ ابھی آپ دیکھیں جہاں ان باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے ان مجالس کی تاثیرات دیر تک قائم رہتی ہیں۔ خصوصاً وہ لوگ جو خلافت کے قریب رہتے ہیں اور خلافت کے فیض کے حصول کیلئے کوشاں رہتے ہیں ان مجالس کی خوبصورتی دیدنی ہوتی ہے۔ جون میں حضور انور ایدہ اللہ نے جرمنی کا دورہ فرمایا۔ وہاں ناصرات نے جو پروگرام حضور انور کی موجودگی میں پیش کیا تقاریر کی مناسبت سے آیات اور اشعار کا انتخاب کیا گیا۔ حضور انور باری باری بچیوں کو بلا رہے تھے۔ اس مجلس کے آغاز میں جو حصہ تلاوت کیا گیا اُس کا ترجمہ یہ ہے:۔

اور جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جن کے چہرے روشن ہو گئے تو وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہ اللہ کی آیات ہیں ہم انھیں تیرے سامنے حق کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اللہ جہانوں کے لیے کوئی ظلم نہیں چاہتا۔ اور اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف تمام امور لوٹائے جائیں گے۔ تم بہترین اُمت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لیے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ ان میں مومن بھی ہیں مگر اکثر ان میں سے فاسق لوگ ہیں۔

(سورہ آل عمران، آیت 108 تا 111)

ان آیات کے بعد سیدنا حضرت مصلح موعود کے کلام میں سے بعض اشعار خوش الحانی سے پڑھے گئے:۔

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلہ میں کبھی طالب انعام نہ ہو
عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشق صنم لب پہ مگر نام نہ ہو
اپنی اس عمر کو اک نعمت عظمیٰ سمجھو
بعد میں تا کہ تمہیں شکوہ ایام نہ ہو
کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور
اے مرے اہل وفا سست کبھی گام نہ ہو

اور پھر تلاوت و نظم کے بعد تقریر بھی موقعہ محل کی مناسبت سے تھی اسی وجہ سے اس مجلس کا لطف ابھی تک برقرار ہے۔

اس تذکرہ کا اصل مقصود یہ ہے کہ موقع محل اور موضوع کی مناسبت سے ہمارے اجلاسات میں قرآن کریم کی آیات کا انتخاب ہو اور موقع محل اور موضوع کی مناسبت ہی سے نظم ہو ورنہ بعض دفعہ یوں لگتا ہے کہ جسے سٹیج پر بلوایا گیا ہے اُسے پہلے نہ بتایا گیا نہ تیاری کا کہا گیا اور نہ ہی تیاری کروائی گئی۔ گو قرآن کریم کا حرف حرف برکت ہے مگر جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ نکاح کے موقع پر انہی آیات کی خصوصیت سے تلاوت کی جاتی ہے جن میں تقویٰ کا مضمون ہو یا مالی قربانی پر اموال کی قربانی والی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے اور اسی طرح نظموں کا انتخاب کیا جاتا ہے لیکن اگر تیاری نہ ہو تو ذرا آپ دیکھیں کیا کیفیت ہوگی۔ گزشتہ دنوں مجھے ایک شادی کی تقریب میں جانا ہوا۔ وہاں جن صاحب کو تلاوت کے لیے بلوایا گیا انہوں نے سورۃ الھمزہ کی تلاوت کی۔

اور نظم کے لیے حاضرین میں سے ایک بچے کو کھینچ تان کر مائیک تھما دیا گیا اس کو جو نظم یاد تھی پڑھ دی جس کا ایک شعر تو کیا ایک حرف بھی موقع محل کی مناسبت سے نہ تھا۔ شادی بیاہ کے موقعے پر اکثر و بیشتر دعائیہ کلام پڑھا جاتا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس کے معروف کلام ۔

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی
اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
با برگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

یا حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے کلام میں سے:

لو جاؤ تم کو سایہ رحمت نصیب ہو
بڑھتی ہوئی خدا کی عنایت نصیب ہو

لیکن اس سلسلہ میں تیاری نہ کروائی گئی ہو تو صاحب علم طبقے پر اس مجلس کی یہ بے ترتیبی بھلائے نہیں بھولتی۔ ایک دوست بتا رہے تھے کہ ایک شادی کی تقریب میں ایک بچے کو کھینچ تان کر آگے کر دیا گیا۔ اس کو جو حصہ نظم آتا تھا اس نے پڑھ دیا۔ اشعار کچھ یوں تھے:۔

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا
ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنے والی ہے

کوئی عرصہ ستائیس اُٹھائیس سال پہلے خود راقم کے ساتھ بھی بعینہٖ اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔ ہمارے قریبی عزیزوں کے ہاں تقریب شادی تھی۔ جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بھی رونق افروز تھے۔ نظم کا کسی کو نہ کہا گیا تھا۔ عین وقت پر مجھے کھینچ تان کر آگے کر دیا گیا۔ مجھے جس نظم کے اشعار آتے تھے۔ میں نے پڑھنے شروع کر دیئے۔ ان میں سے ایک شعر کچھ یوں بھی ہے:

جس کی دُعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اب بتائیں شادی کے موقع پر یہ شعر پڑھا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ میں تو کم علمی کی وجہ سے پڑھ گیا۔ جو حالت صاحب علم طبقے کی ہوئی ان کے اب تک تبصروں سے مجھے گاہے بہ گاہے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ تو نشاں کو دیکھ کر یا ماتم پڑا تھا گھر گھر والی نظمیں کسی نے عمداً نہیں پڑھیں۔ دراصل انتظام کرنے والوں کی سستی کہ شامیانے قناتیں نان روٹی گوشت اور دوسری آرائشیں و زیبائش سب یاد رہی اور سب کا انتظام اور اہتمام ہوا مگر ایک دینی پروگرام جس کے بعد دُعا ہوتی ہے اس کو بالکل بھلا دیا جاتا ہے اور پھر جو سامنے ٹوپی پہن کے بچہ یا لڑکا بیٹھا ہوا ہو اسے کھینچ کر مائیک تھما دیا جائے تو اس طرح کی ان ہونی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ان چند سطور میں خاکسار نے خود اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بھی اس لیے پیش کیا کہ میں ذاتی طور پر بھی اس مرحلہ سے گزرا ہوں۔

اب میں آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں جلسہ سالانہ جرمنی 2010ء کی کارروائی کا انداز پیش کرتا ہوں۔ آپ غور کریں تلاوت آیات اور نظموں کا کیا خوبصورت چناؤ ہے اور پھر ایک طرف وہ عظیم الشان خطاب ہے جس کا کبھی کبھی رُخ عالم خیال میں بار بار ان آیات اور اشعار کی طرف بھی مُڑ جاتا رہا۔ آل عمران 103 تا 109 اور اللہ کی رسی کو سب مضبوطی سے پکڑ لو...... ان آیات سے آغاز ہوا:۔

اور اس دفعہ خلافِ معمول ایک کی بجائے آئندہ پیش آمدہ حالات کے مطابق دو نظمیں پڑھائی گئیں اور ان نظموں کے چناؤ نے بھی کمال کر دیا۔ سانحہ لاہور کے زخموں پر پھاہا بھی تھا اور نئے عزم کی طرف توجہ بھی تھی۔ ذرا ملاحظہ ہو پہلی نظم سیدنا حضرت مصلح موعود کے کلام کے چند اشعار:۔

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو
یہ عشق و وفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے
اس راہ میں جان کی کیا پروا جاتی ہے اگر تو جانے دو
تم دیکھو گے کہ انہی میں سے قطراتِ محبت ٹپکیں گے
بادل آفات و مصائب کے چھاتے ہیں اگر تو چھانے دو
جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے
پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دل جلتے ہیں جل جانے دو
جو سچے مومن بن جاتے ہیں موت بھی اُن سے ڈرتی ہے
تم سچے مومن بن جاؤ اور خوف کو پاس نہ آنے دو

اس کے بعد ایک نوجوان نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا یہ کلام پیش کیا:۔

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفتِ ظلمت و جور ٹل جائے گی
آہِ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا، رخ پلٹ جائے گا رت بدل جائے گی
تم دعائیں کرو یہ دعا ہی تو تھی، جس نے توڑا تھا سر کبرِ نمرود کا
ہے ازل سے یہ تقدیرِ نمرودیت، آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی
یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اژدھا
آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

انہی دو نظموں کی مناسبت سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختتامی خطاب فرمایا۔ جو انتہائی پُر معارف اور پُر تاثیر ہونے کے ساتھ ساتھ حالات حاضرہ کے مطابق اور احباب جماعت کو صبر و تحمل کی تلقین پر مشتمل تھا۔

اب آیئے دیکھئے کہ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں کیا پُر معارف انداز اختیار فرمایا:۔

دو اقتباسات مختصراً پیش خدمت ہیں۔

جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اکثر احمدی خود بھی اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ کے حضور کرتا ہوں۔ پس ہماری فریاد تو اللہ تعالیٰ کے حضور ہے جو مضطر کی دعائیں سنتا ہے۔ جیسا کہ خود اس نے فرمایا ہے کہ میں ہی ہوں جو مضطر کی دعائیں سنتا ہوں۔ وہ لوگ جو تکلیف میں ہیں، وہ لوگ جن پر ظلم کیا جاتا ہے، وہ لوگ جن پر جینا تنگ کیا جاتا ہے، جب وہ بے چین ہو کر مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی تکلیفوں کو دور کرتا ہوں۔ فرماتا ہے کہ امن یجیب المضطر ...... (سورۃ النحل آیت: 63) نیز بتاؤ تو کون کسی بے کس کی دعا سنتا ہے جب وہ اس خدا سے دعا کرتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے اور وہ تم دعا کرنے والے انسانوں کو ایک دن ساری زمین کا وارث بنا دے گا۔ کیا اس قادرِ مطلق اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ کم ہی ہیں جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

احمدیت تو ہر جہت اور ہر سُو پھیلتی چلی جارہی ہے۔ ہر مخالفت کے بعد سعید فطرت احمدیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس تازہ ظلم کے بعد بھی کئی سعید فطرت اس حوالے سے ہی احمدیت کی آغوش میں آئے ہیں۔ لاہور کے واقعہ کے بعد اس واقعہ کو

باقی صفحہ 7 پر

ن۔ رفیق

مہمان نواز۔ ملنسار اور ہر ایک سے ہمدردی کرنے والی
محترمہ منیرہ کمال یوسف صاحبہ

2 جولائی 1987ء کو میرا مختصر سا خاندان یعنی چھ ماہ کے بیٹے یاسر اور شوہر (رفیق احمد فوزی مرحوم) کے ہمراہ اوسلو ہوائی اڈے پر اُترے، جہاں سے ہمیں بیت نور جانا تھا۔ ناروے ہمارے لئے بالکل اجنبی ملک تھا، ٹیکسی لے کر بیت النور پہنچے۔ بیت النور میں بہت سے شفیق چہروں نے ہمارا استقبال کیا۔ بیت النور کے اوپر والی منزل میں مشنری انچارج ناروے کی رہائش گاہ تھی۔ پاکستان میں تھے تو الفضل میں اکثر پڑھنے کو ملتا تھا کہ اسکنڈے نیویا کے ایک ملک ناروے میں، مکرم کمال یوسف صاحب مربی کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اب ان سے براہِ راست ملاقات کا موقع بھی مل رہا تھا۔ بہر حال مکرم کمال صاحب کی راہنمائی میں خاکسارہ رہائش گاہ کے اندر گئی، وہاں ایک شفیق چہرے اور نرم گفتار خاتون نے میرا انتہائی خوشدلی سے استقبال کیا۔ یہ تھیں ہماری منیرہ باجی۔ ملنسار، مہمان نواز، خوش اخلاق نرم گفتار، ہنس مکھ، ہر مہمان کا خوش دلی سے استقبال کرنا۔ ان کے آرام کا ہر طرح سے خیال رکھنا۔ لذیذ اور خوش ذائقہ کھانے تیار کرنا ان کی طبیعت کا خاصہ تھا۔

بیت الذکر میں قیام کے دوران منیرہ باجی نے ہمارا ہر طرح سے خیال سے خیال رکھا۔ کچھ عرصہ بعد ہم لوگ ناروے کے ایک جنوبی شہر کرسچن سینڈ میں شفٹ ہوگئے۔ وہاں پہنچ کر حسبِ روایت میں نے بیت الذکر منیرہ باجی کو فون کر کے ان کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرنا چاہا، انہوں نے فوراً مجھے جواب میں کہا کہ کوئی فکر نہ کرنا، وہاں حلال گوشت مرغی تم لوگوں کو نہیں ملے گی۔ مجھے فون کر دیا کرنا کسی آتے جاتے کے ہاتھ بھیج دیا کروں گی۔ ہم لوگ اس شہر میں ایک ماہ دس دن رہے۔ اس تمام عرصہ، منیرہ باجی نے بغیر میرے کہے میرے لئے حلال گوشت و مرغی کا انتظام کرتی رہیں، بظاہر یہ بات بہت معمولی سی ہے مگر، ہم لوگ جو ایک عیسائی ملک میں نئے نئے آئے تھے، جن کے لئے حلال کھانا سب سے بڑا مسئلہ تھا، اس مسئلے کو منیرہ باجی نے نجانے خود کیسے سمجھ کر حل کر دیا، ہمیں تو بالکل معلوم نہیں تھا کہ، جس شہر میں ہم جا رہے ہیں وہاں کوئی حلال دکان ہوگی بھی یا نہیں، یا ہمیں کبھی یہاں سے حلال گوشت یا مرغی ملے گا بھی یا نہیں۔ اس کے بعد ان کے تبادلے تک دو تین مرتبہ اوسلو آنے کا اتفاق ہوا منیرہ باجی نے انتہائی محبت سے مہمان نوازی کی۔

گو کہ میں اوسلو میں رہائش پذیر نہیں تھی۔ اور جب 1988ء میں اوسلو میں شفٹ ہوئے تو جب تک کمال صاحب کا سویڈن تبادلہ ہو چکا تھا۔ مگر ان کی صفائی ستھرائی، ان کی نفاست، ان کے اور ان کے بچوں کی بیت الذکر کیلئے بے لوث خدمت، بیت الذکر میں آمدہ مہمانوں کی مہمان نوازی اور مہمان نوازی بھی ایسی کہ جس میں کوئی مراتب کی تقسیم نہیں، ہر خاص و عام آپ کے لنگر کا مہمان بن رہا ہے۔ اس قسم کی باتیں لجنات کے منہ سے کئی مرتبہ سننے کو مل چکی تھیں۔

میں نے خود یہ مشاہدہ کیا ہوا ہے کہ، ان کا چھوٹا بیٹا جلال، اوپر سے نیچے کی سیڑھیوں پر چائے کی طشتریاں سجا سجا کر لا رہا ہوتا۔ ان کی موجودگی میں کبھی ایسا ہوا ہی نہیں کہ بیت الذکر میں کوئی آیا ہے اور چائے یا کھانے کی پیشکش اس کو نہیں ہوئی۔

ہمارے معاشرے اور مذہب میں بھی کسی کی وفات کے بعد اس کے اوصاف بیان کرنا۔ اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس کی اچھی باتیں یاد کرنا اور دہرانا ایک عام طریق ہے۔ اور ہمارا ایمان بھی یہ ہے کہ دنیا چھوڑنے والے کی خوبیاں بیان کی جائیں، ان کو یاد کر کے دُعائیں دی جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ جانے والے پر رحمت فرمائے اور اس کے درجات بلند کرے۔

لیکن منیرہ باجی کے ساتھ معاملہ کچھ اس سے زیادہ کا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے کہ ان کے اوصاف کی بازگشت ان کی وفات کے بعد رسمی طور پر سنی گئی ہو میرے خیال میں تو، کسی کی زندگی میں ہی خواتین اتنی فراخدلی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ کسی دوسری خاتون کے اوصاف بیان کریں، ایسا تو کم، کم ہی سننے کو ملتا ہے۔

بلکہ 1987ء میں جب پاکستان اور کچھ دوسرے ممالک سے بہت سے احمدی خاندان اکٹھے ناروے آئے ہیں، اسی وقت سے کچھ تو پہلے رہنے والے لوگوں کی زبانی اور کچھ خود مشاہدے سے ہر ممبر منیرہ باجی اور منیرہ باجی کے بچوں کی مہمانوں کی بے لوث خدمت اور بیت الذکر کی خصوصی صفائی کے خیال اور ممبران سے محبت، نرمی اور عزت کے برتاؤ کی تمام خوبصورت باتیں، نئے آنے والوں کو معلوم ہو چکی تھیں۔

اور جب یہ لوگ 1988ء میں سویڈن منتقل ہو گئے۔ اور پیچھے رہنے والے اس خاندان کی خاتونِ خانہ اور بچوں کے اوصاف، ان کی عادات ان کی نفاست، صفائی پسندی اور مہمان نوازی کے حوالے سے یاد کرنے لگے، تو جب احساس ہونے لگا کہ کوئی بڑی کمی واقع ہوگئی ہے اور جب ان کے اوصاف کی مہک بیت الذکر میں آنے والی نئی ممبرات تک پہنچنے لگی تو ان کو یہ احساس ضرور ہوتا کہ، کاش ہم بھی ان کی موجودگی میں آتیں۔ اور ہم بھی ان کی مہمان نوازی سے حصہ پاتیں۔

ہماری بیت الذکر میں خادم نہیں ہوا کرتا تھا، نہ ہی پاکستان کے ماحول کی طرح کوئی صفائی کے لئے مددگار آتا تھا۔ تین منزلہ بیت الذکر جس کے دو حصّے بطور بیت الذکر اور اوپر کی منزل مربی سلسلہ کی رہائش گاہ کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ اتنی بڑی عمارت کی صفائی ستھرائی کوئی آسان کام نہیں تھا۔ برس ہا برس یہ کام اسکنڈے نیویا کے مشنری انچارج کی بیگم صاحبہ مسز منیرہ کمال نے سرانجام دیا۔ اسی عمارت میں بیت الذکر کا حصہ بھی ہے یہیں پر جماعت کے تمام عہدیداران کے دفتری کام بھی ہوتے تھے، تمام تنظیمات کے اجلاسات اور جماعتی ماہانہ اجلاس، عیدین وغیرہ بھی یہیں پر ہوا کرتی تھیں، کسی بڑے اجلاس کے بعد ممبران یا ممبرات کا سطحی صفائی کر دینا اور بات ہے، مگر اتنی بڑی عمارت کے در و دیوار اوپر سے لے کر نیچے تک ہر وقت چمکائے رکھنا۔ یہ سب منیرہ باجی کا کام تھا۔ اپنے ہاتھوں سے بیت الذکر کی دیواریں، رگڑ رگڑ کر صاف کرنا۔ دروازوں اور کھڑکیوں کو چمکانا جس حصے کا کام مردوں کی موجودگی کی وجہ سے خود نہیں کر پاتیں، وہ اپنے بیٹوں، جلال اور جمال سے کروایا جاتا حیرت اس بات پر ہے کہ ان کے ماتھے پر شکن تک بھی کبھی نہیں دیکھی گئی نہ ہی لجنہ کی تنظیم یا ممبرات سے کوئی شکوہ کرنا۔ بلکہ یہ کوشش کرنا کہ کسی کو یہ احساس نہ ہو کہ یہ کام میں نے کیا ہے۔ کیونکہ منیرہ باجی بیت الذکر کے در و دیوار کی صفائی اس وقت کرتی تھیں، جب لجنہ کی ممبرات گھروں کو جا چکی ہوتیں۔

ان سب کاموں کو وہ اپنا ذاتی کام سمجھتیں۔ جب تک تہہ خانے کی تعمیر کر کے رہائش کے قابل نہیں بنایا گیا تھا اس وقت تک لجنہ کے اجلاسات وغیرہ کمال صاحب کی رہائش گاہ میں ہی ہوا کرتے تھے۔ گویا منیرہ باجی کو لجنہ کیلئے خاص اہتمام کرنا پڑتا تھا۔ آج خاکسارہ کو جب ان کے متعلق لکھنے کے لئے ممبرات سے رجوع کرنا پڑا تو ہر کسی سے ایک ہی قسم کے تاثرات سننے کو ملے کہ نفاست تو مسز کمال پر ختم تھی۔ نجانے مسز کمال بیت الذکر کی اتنی صفائی کیسے برقرار رکھتی تھیں۔ ہر اجلاس کے بعد اور ہر جمعہ پر سب کو باصرار کھانا کھلاتیں۔ مردوں کے پاس مسلسل چائے بھجوائی جاتی۔ یہ تو ابتدائی ممبرات کے تاثرات ہیں۔ مگر کچھ ایسے لوگوں سے بھی بات ہوئی جو 1984ء اور 1987ء میں ناروے پہنچی تھیں۔ ان کے بھی یہی خیالات تھے، حالانکہ اس وقت تک تو تعداد بہت بڑھ چکی تھی۔ مہمانوں کی بھی خوب ریل پیل تھی، مگر منیرہ باجی کی مہمان نوازی، ممبرات کے ساتھ شفقت، اور نئی ممبرات کے ساتھ محبت بھرے سلوک میں رتی بھر فرق نہیں آیا تھا۔

شفقت اور ملنساری کا یہ رویہ ان کا ہر ممبر کے ساتھ تھا۔ اس موضوع پر اگر لکھنے لگیں تو بہت وقت اور صفحات چاہئے ہوں گے۔ میل جول رکھنے اور تعلقات نبھانے کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں۔ جن پر مختلف معاشروں اور تمدن کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے اس کا انحصار ہر انسان کی میل جول کی ذاتی صلاحیتوں قوت برداشت اور ظرف کے پیمانے پر بھی ہوتا ہے۔ منیرہ باجی کا یہ پیمانہ بہت وسعت رکھتا تھا، بہت دیر تک مکرم کمال صاحب اسکنڈے نیویا کے تینوں ممالک، ناروے سویڈن، اور ڈنمارک کے مشترکہ مشنری انچارج کا کام سرانجام دیتے رہے، اس لحاظ سے ایک مربی صاحب کی بیگم کا تینوں ممالک کی ممبرات کے ساتھ تعلقات رکھنا اور تعلقات کے تقاضے نبھانا، اور نبھانا بھی اس انداز سے کہ ایک دفعہ ملنے والا دوبارہ ملنے کی تمنا دل میں رکھ کر جدا ہو، اور برسوں اس ملاقات کو تازہ رکھے۔

جماعتی کاموں میں
شوہر کا ساتھ دینا

1986ء تک بیت الذکر کا نچلا حصہ یعنی تہہ خانہ تعمیر نہیں کیا گیا تھا، اتنے عرصہ میں، ناروے میں دو مربیان اور بھی تشریف لے آئے، مگر ان کے لئے کوئی الگ باورچی خانہ یا کپڑے دھونے کی مشین وغیرہ کا انتظام نہیں تھا۔ پورا ایک سال ان دونوں مربیان، کی تمام تر ذمے داری مربی انچارج کی بیگم پر تھی، ان کا تینوں وقت کا کھانا، چائے، رمضان، عید بقرعید، ان لوگوں کے کپڑوں کی دھلائی، بستروں کی دھلائی، الغرض تمام کا تمام کام منیرہ باجی کے سپرد تھا۔ کہنا بہت سہل ہے مگر مسلسل کسی کی اتنی بڑی ذمے داری سنبھالنا کوئی آسان کام نہیں، کمال صاحب اکثر بیرونِ ملک دوروں پر رہتے تھے، ان کی غیر حاضری میں بھی ان دونوں مربیان کا ہر طرح سے خیال رکھتی تھیں۔ کمال صاحب کی جگہ اپنے بڑے بیٹے نثار کے ذریعے سب کام سرانجام دیتی تھیں مگر بغیر کسی پر کوئی احسان جتائے، یا احساس دلائے انتہائی خاموشی اور جفاکشی سے وہ اپنے شوہر کے ناطے سے یہ تمام ذمے داریاں نبھاتی رہیں۔

پھر جب ان میں سے ایک کے بیوی بچے پاکستان سے آگئے تو ان کے لئے بھی باجی منیرہ ایک شفیق ماں سے کم ثابت نہ ہوئیں۔ ان دونوں کے ساتھ انتہائی محبت اور احترام کا سلوک کیا۔ انہیں بہت سے معاملات میں راہنمائی دی۔ میں نے اپنے سامنے ایک اور مربی صاحب کے کنبے کو بھی اسی بیت الذکر میں، باجی منیرہ کے ساتھ رہتے ہوئے دیکھا ہے۔ بہت سی باتیں میرے اپنے مشاہدے کی ہیں، جو ہیں تو بظاہر بہت معمولی مگر، جذباتی لحاظ سے ان کا وزن بہت زیادہ ہے یہ دونوں خاندان تقریباً ایک سال بیت الذکر میں اکٹھے رہائش پذیر رہے ہیں یہ لوگ بیت الذکر میں کمال صاحب کے خاندان کے ساتھ گزارے ہوئے وقت کی اور باجی منیرہ کے اخلاق اور حسن سلوک کے

حوالے سے ، اپنے دل میں انتہائی خوبصورت اور حسین یادیں رکھتے ہیں۔

حوصلے اور برداشت کا خلق

منیرہ باجی کا ایک وصف حوصلہ اور قوتِ برداشت بھی تھا، کچھ بھی ہو جاتا اپنے اعصاب پر مکمل قابو ہوتا، اگر کبھی کسی ممبر نے نادانستگی یا کم حوصلگی سے ان کو کچھ کہہ بھی دیا تو وہ اپنے آپ کو قابو میں رکھتے ہوئے اپنے شوہر کے منصب اور ان کے وقار کا خیال رکھتے ہوئے سب کچھ برداشت کر جاتیں۔

یہی حوصلہ انہوں نے اپنی بیماری میں دکھایا۔ جب ہمیں ان کی بیماری کا علم ہوا تو، خاکسارہ ان سے ملنے گئی، وہی پرسکون اور باحوصلہ انداز، بس بیٹے کی شادی کی فکر تھی ، بار بار یہی کہتیں کہ، دعا کرو میرے بیٹے کی شادی میری زندگی میں ہی ہو جائے ، باوجود بیماری کی شدت کے، شادی کے ہر فنکشن میں حصہ لیا، سب کام اپنے سامنے کیا ۔ ولیمے والے دن تک ان کا دو دفعہ آپریشن ہو چکا تھا۔ ولیمے کی دعوت میں ایسے اطمینان سے سب سے گفتگو کر رہی تھیں، جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ سب دعوت کا کھانا کھا رہے تھے، اور خود تکلیف کی شدت سے ، کچھ کھا نہیں پا رہی تھیں۔ میرے پوچھنے پر کہنے لگیں تھوڑا سا میٹھا ہی کھا سکوں گی اور تو کچھ کھایا نہیں جاتا۔

بعد میں جب بھی ان کی عیادت کو گئی ہوں۔ اپنی بہو کا دم بھرتے ہی ان کو پایا ہے، ان کے ہونٹوں پر بہو کی خدمت گزاری ہوتی یا آنکھوں میں مکرم کمال صاحب کی تکلیف کا احساس ہوتا ایک مرتبہ مجھ سے کہنے لگیں۔ مجھے دنیا سے جانے کا خوف نہیں، میرے اوپر تو بیماری آ گئی ہے، ٹھیک ہے جو بھی ہے، مجھے تکلیف تو کمال صاحب کی ہے، وہ میری وجہ سے بہت پریشان ہیں۔ ان کی یہ عمر نہیں ہے۔ کہ اتنی بڑی تکلیف اٹھائیں۔ کمال صاحب بیت الذکر میں قرآن کے ترجمے کا کام کرنے جایا کرتے تھے، اس بات کی فکر ان کو کھائے جاتی تھی کہ ان کی خوراک بہت کم ہے۔ میری بیماری کی وجہ سے کھانے کا تسلسل خراب ہو رہا ہے۔ بہت دیر تک کام کرنا پڑتا ہے مگر اپنے کھانے کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ اپنی بیماری میں بھی ، کمال صاحب کو خلافت جوبلی کے بہت سے جلسوں پر خود بھیجا۔

جب کمال صاحب نے گھانا کے جلسے پر جانے کا قصد کیا ، مجھے بہت حیرت ہوئی ، پوچھنے پر وہی بات دہرادی کہ میں خود ان کو بھیج رہی ہوں۔ یہاں مجھے دیکھ دیکھ کر پریشان ہی ہوتے ہیں نا۔

چند ممبرات سے منیرہ باجی کے متعلق بات ہوئی تو انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار اس طریق سے کیا۔

اکثر دیکھا گیا ہے خوبصورت لوگ عام لوگوں میں منفرد رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کسی کی تعریف کرنا ان کے لیے مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ لیکن ہماری باجی منیرہ ان باتوں سے بے نیاز تھیں۔ بعض لوگ ان کے قریب آتے ہوئے جھجک محسوس کرتے تھے پر باجی سے جو ایک بار مل لیتا تھا وہ یہی سمجھتا تھا کہ میں سب سے زیادہ ان کے قریب ہوں۔ باجی نہ جانے کیسے ملنے والے کی کسی نہ کسی ادا کو نوٹ کر لیتیں اور اس کی تعریف کر کے حوصلہ بڑھاتی تھیں۔ خود خوش لباس تھیں تو دوسروں کو بھی اچھے لباس میں دیکھ کر بہت خوش ہوتیں۔ جہاں کمزوری دیکھی اسے کسی نہ کسی بہانے خوبصورت جوڑا تحفہ دے دیا۔ کسی کو غمزدہ دیکھا اس کا غم دور کر کے چین پایا۔ یہی وجہ ہے ممبرات لجنہ انہیں اپنا ہمدرد سمجھ کر ان سے مشورے لیتیں اور انہیں اپنے دکھ درد سنا کر بوجھ ہلکا کرتیں۔ جب باجی نے اپنی تکلیف دہ بیماری کی وجہ سے بیت الذکر آنا کم کر دیا تو بارہا ایسے ہوا بیت الذکر میں کسی نئی خاتون سے ملاقات ہوئی تو خیال آیا باجی شائد ان کو نہیں جانتی دوسرے لمحہ اس خاتون کا پُرتپاک ملنا گواہی دیتا تھا کہ یہ باجی کی گرویدہ ہو چکی ہیں۔

ان کے شوہر کمال یوسف صاحب نے تو زندگی وقف کی ہوئی ہے باجی بھی کسی واقفہ سے کم نہ تھیں۔ آپ نے ہر ابتلاء کو برداشت کیا۔ تکلیف دینے والے اور تلخ بات کہنے والے سے بھی حسن سلوک کیا۔ دیر سویر سے آنے والے مہمانوں کا خیال رکھنا۔ مشن کو ہر وقت صاف ستھرا رکھنا۔ مہمان بچوں کی جائز ناجائز شرارتوں اور نقصانات کو برداشت کرنا۔ بچوں کے ساتھ بچہ اور بڑوں کے ساتھ بڑا بن کر وقت گزارا۔

آپ کی ایک بڑی خوبی اپنی تکلیف کا اظہار نہ کرنا خاموشی اور صبر سے سب کچھ برداشت کرنا تھا۔ آپ بیت نور کے مشن ہاؤس میں رہ رہی تھیں۔ ایک بار حسب معمول اجلاس کے بعد رات دیر سے خواتین اپنی خاطر تواضع کروا کر واپس لوٹیں تو صبح علم ہوا باجی منیرہ کی طبیعت بہت خراب ہے ہسپتال میں داخل ہیں، حیرت ہوئی رات کو تو بڑی چاق و چوبند تھیں اچانک کیا ہوا۔ تیمار داری کے لیے گئے تو معلوم ہوا پتے میں پتھری تھی ڈاکٹر نے آپریشن کر کے نکال دی ہے۔ بلا مبالغہ یہ پتھری بیر کے برابر تھی۔ تعجب تھا کہ اس تکلیف کے وقت آپ کس طرح ہنستے مسکراتے مہمان نوازی کرتی رہیں۔ اسی طرح جب آپ کی آنکھوں میں موتیا اتر آیا آپریشن ہونا تھا۔ آپ کی تیمارداری کے لیے گھر جانے کا موقع ملا سوچا اسی بہانے گھر کی صفائی میں مدد کر دیں گے۔ گھر پہنچ کر سمجھ نہ آئی دھندلی آنکھوں کے ساتھ گھر اتنا صاف کیسے رہ سکتا ہے کچن تک کی تمام الماریاں صاف تمام چیزیں قرینے سے رکھی ہوئیں جب پوچھا یہ سب کیسے؟ کہنے لگیں پڑھ لکھ نہیں سکتی تو صفائی کرنی شروع کر دیتی ہوں۔

مہمان نوازی تو ان پر بس تھی ان کی وفات پر تعزیت کے لیے آنے والے ہر ایک نے اس وصف کا خوب ذکر کیا۔ مزے کی بات یہ کہ عسر ہو یا یُسر دعوتوں کا سلسلہ چلتا رہا۔ دل موہ لینے کا ایک اور گُر بھی نمایاں تھا لمبا عرصہ ایسا رہا جو بھی خاتون بیاہ کر آئی باجی کی خواہش ہوتی تھی پہلی عید پر تحفہ ضرور دیا جائے۔ عید کے موقع پر قریب کے گھروں میں شیر خرما بھیجنا آپ کی محبت کو بڑھا دیتا تھا ۔80ء کی دھائی کی بات ہے۔ ناروے میں چند ایک احمدی گھرانے آباد تھے جو ایک خاندان کی طرح رہ رہے تھے۔ سب ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شامل تھے۔ باجی منیرہ سب کی باجی تھیں کسی کے ہاں بچہ ہوا تو باجی فوراً تحفہ لے کر ان کے ہاں مبارک دینے پہنچی ہوتیں۔ ایسے وقت میں جب اپنے رشتہ دار کوسوں دور ہوں تو جدائی بڑھ جاتی ہے۔ باجی کے آنے سے وہ دکھ بہت کم ہو جاتا تھا ۔ ہم کبھی سوچتے تھے کم آمدنی میں کس طرح یہ سلسلہ چلتا ہے۔ بس خدا نے قناعت عطا کی ہوئی تھی ، سفید پوشی کا بھرم تھا یا خدا کا خاص سلوک کہ اپنی مخلوق سے محبت کرنے والوں کا خدا خود والی بن جاتا ہے۔

رمضان سے قبل کی بات ہے ایک بار کچھ خریدنا تھا۔ آپ نے ہاتھ روک لیا۔ کہنے لگیں رمضان آنے والا ہے ۔ کمال صاحب نے روزے رکھنے ہیں اچھی خوراک کی ضرورت ہے پھر افطاریاں کروانی ہیں۔ اس کے لیے رقم بچانی ہے ۔ واقعی لوگوں کو گھر بلا کر پُرتکلف افطاری کرواتیں۔ آپ دوسروں کی تکلیف میں نہ دیکھ سکتیں خواہ اس کے لیے خود تکلیف برداشت کرنی پڑتی۔ جب Fysioterapi کروا کر آتیں تو بہت کمزوری ہو جاتی۔ ڈاکٹر کی ہدایت تھی کہ اگلی دوائی لگوانے سے پہلے اپنی کمزوری کو دور کرنے کے لیے خوراک پر توجہ دیں۔ جسم کی یہ حالت کی کہ سخت دوائی کی وجہ سے گلے اور زبان پر چھالے بن جاتے تھے کہ پانی نگلنا بھی مشکل ہو جاتا تھا اور تکلیف کی وجہ سے آنکھوں سے پانی بہنے لگتا۔ اس سے بڑھ کر یہ فکر کہ گھر والے مجھے اس کیفیت میں دیکھیں کمرے کا دروازہ بند کر کے آرام کا بہانہ بنا کر کھانے کے امتحان سے گزرتیں۔ کوئی واویلا نہیں کوئی شکوہ نہیں۔

کمال صاحب کو وقف کے دوران مختلف جگہ جانا پڑتا جہاں تک ممکن ہوتا ساتھ جاتیں۔ اکثر ایسے دورے کرنے پڑتے جہاں کئی کئی دن گھر سے باہر رہنا پڑتا آپ اس راہ میں کبھی رکاوٹ نہ بنیں۔ 2008ء کا سال جو آپ کی بیماری کا تکلیف دہ سال تھا۔ دوسری طرف خلافت جوبلی کے جلسے تمام دنیا میں ہو رہے تھے۔ کمال صاحب کی خواہش ان جلسوں میں شمولیت کی ہوتی تھی ۔ آپ بڑے حوصلہ سے ان کو جانے کی اجازت دیتیں ۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ بڑی تکلیف کی حالت میں اٹھ کر خود ان کا سامان تیار کرنا، ہر چھوٹی بڑی چیز کا خیال رکھنا۔ خاکسار کو گھانا کے جوبلی کے جلسہ میں کمال صاحب سے ملاقات کا شرف ملا۔ آپ کو ضرورت پڑنے پر چھوٹی چھوٹی چیزیں ٹشو پیپر، کریم وغیرہ پیش کی گئیں تو کہنے لگے منیرہ نے مجھے یہ سب کچھ دیا ہے ۔ ان کی آواز میں ایک محبت اور بیوی کے احسان کا احساس تھا۔ اب بھی آپ سفر کرتے ہیں اس وقت باجی منیرہ کی یاد آنا ایک قدرتی عمل ہے۔ دعا ہے خدا تعالیٰ خود ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

جب ڈاکٹروں نے اس دنیا میں کم دن رہ جانے کی اطلاع دی تو پریشان ہونا قدرتی بات تھی ۔ آپ نے جلد اپنے آپ کو سنبھال لیا اور رخت سفر باندھنے کے لیے تیار ہو گئیں ۔ کمال صاحب کو پریشان دیکھ کر کہا خدا نے میری خواہش پوری کی کہ میں آپ سے پہلے خدا کے حضور حاضر ہوں ۔ ہر تسلی دینے والے کو بڑی ہمت سے حقیقت قبول کرنے کے لیے تیار کرتیں ۔ بہو بیٹی کو گھر بلا کر ان کی امانتیں اور چیزیں واپس کیں۔ الماریوں میں رکھے تحائف جو قادیان میں ملنے والوں کے لئے خریدے تھے ۔ ان پر نام لکھوائے کہ فلاں کو فلاں چیز کی ضرورت ہے جب کوئی قادیان جائے ان کو دے دے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی روح پر برکتیں نازل فرمائے اور اپنے قرب سے نوازے۔ آمین

غزل

قربان ہر اک قطرۂ خوں ہو بھی تو کم ہے
یہ خون شہیداں مرے لشکر کا علَم ہے

لے جائے گی تنکوں سی بہا کر تمہیں تقدیر
اے ظالمو! یہ چشم خلافت میں جو نم ہے

اس دھوپ نہ اس دھوپ میں جلتے ہیں مرے لوگ
ہے سایہ فگن ارحم و رحمٰن ، کرم ہے

جھک جاتا ہے سر جلوہ جاناناں سمجھ کر
تلوار میں تیری بھی اسی زُلف کا خم ہے

ہے مجھ کو عطا صبر و رضا اے مرے قاتل
تو اپنی بتا، تجھ میں جو باقی ابھی دم ہے

لبیک ترے اذن پہ اے جانِ دو عالم
قربان سب اس پر کہ ترا نقش قدم ہے

ہر دور میں اُجیالا ہوا خون وفا سے
یہ نذر مگر خوبی قسمت میں رقم ہے

راضی ہیں رضا میں تری دیوانے یہ تیرے
اجدادِ گرامی کی سعادت کا نجم ہے

مدفون شہیدوں کے مزاروں کو تو دیکھو
یہ خاک میں اک اور تجلی کا جنم ہے

مظفر منصور

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم راجہ برہان احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو ایک بیٹی کے بعد مورخہ 17 / اکتوبر 2010ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام راجہ عالیان احمد تجویز ہوا ہے۔ بچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی عمر دے نیز خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم احسان الٰہی عابد صاحب کارکن شعبہ کمپیوٹر تحریک جدید تحریر کرتے ہیں۔

میرے بیٹے مکرم رضوان الٰہی صاحب کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 22 / اکتوبر 2010ء کو محض اپنے فضل سے ایک بیٹی کے بعد بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت نومولود کو تحریک وقف نو میں قبول کرتے ہوئے اس کا نام نعمان احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری رحمت علی صاحب آف رتیاں ضلع شیخوپورہ کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و تندرستی اور خدمت دین والی لمبی زندگی عطا فرمائے نیز والدین کیلئے عزت اور آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم عبدالرزاق صاحب صدر محلّہ بشیر آباد ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم خلیل احمد صاحب ولد مکرم صوفی علم دین صاحب بشیر آباد ربوہ مورخہ 18 / اکتوبر 2010ء کو وفات پا گئے۔ آپ کی نماز جنازہ محلّہ میں ہی ادا کی گئی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد خاکسار نے دعا کروائی۔ مرحوم کافی عرصہ سے بیمار اور معذور تھے۔ آپ نے بیوہ، 4 بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑی ہیں آپ کا ایک بیٹا جامعہ احمدیہ کا طالب علم ہے۔ اور چھوٹا بیٹا حافظ قرآن ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

نکاح

مکرم نصر اللہ خاں ناصر صاحب ایم۔ اے مربی سلسلہ نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم رفعت اللہ ناصر صاحب کے نکاح کا اعلان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نمائندگی میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے مورخہ 9 / اکتوبر 2010ء کو بعد نماز ظہر بیت المبارک ربوہ میں مکرمہ عطیۃ الحیٔ ثمن صاحبہ بنت مکرم پروفیسر محمد ثناء اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ شہر سے مبلغ دو لاکھ روپے حق مہر پر فرمایا۔ مکرمہ ثمن صاحبہ مکرم چوہدری منظور احمد صاحب مرحوم ہیڈ ماسٹر امیر جماعت احمدیہ جڑانوالہ کی نواسی، حضرت پیر محمد صاحب ننگلی رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے اور محترم چوہدری غوث محمد صاحب بھٹی مرحوم آف کیلے ضلع شیخوپورہ کی پوتی ہیں۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے جانبین کیلئے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے رب کریم کے حضور دعا کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

مکرم محمد فاتح ملک صاحب متعلم جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی خالہ محترمہ ثمینہ یاسمین صاحبہ کی Liver Transplant Surgery امریکا میں ہوئی ہے۔ تاہم 4 ماہ گزرنے کے باوجود بھی پیچیدگیوں کا سامنا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مزید پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم سہیل احمد بٹ صاحب جنرل سیکرٹری حلقہ محمود آباد کراچی تحریر کرتے ہیں۔

مکرم طارق پرویز صاحب محمود آباد کراچی کی طبیعت ناساز ہے اور لیاقت نیشنل ہسپتال کراچی کے آئی سی یو میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے مکمل صحت یابی اور پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم جری اللہ راشد صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی خوشدامن مکرمہ عفت تنویر صاحبہ اہلیہ مکرم تنویر احمد صاحب ساکن دارالرحمت شرقی ربوہ کچھ عرصہ سے شدید بیمار ہیں۔ فاطمہ میموریل ہسپتال لاہور میں کافی دن داخل رہنے کے بعد واپس آئی ہیں۔ اب طبیعت کچھ بہتر ہے۔ احباب جماعت سے محترمہ کی کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

شکریہ احباب

مکرم تنویر احمد کالرو صاحب تحریر کرتے ہیں۔

میں بحیثیت مینیجر یو بی ایل ربوہ تقریباً 5 ماہ تک تعینات رہا۔ دوران تقرری میرے ساتھ اہالیان ربوہ کا تعاون مثالی رہا۔ میں انشاء اللہ ربوہ والوں کی محبت، شفقت اور مہربانی یاد رکھوں گا۔ میری نیک تمنائیں اور دعائیں ہمیشہ اس شہر کے باسیوں کیلئے رہیں گی۔

سانحہ ارتحال

مکرم خالد محمود صاحب ویزبادن جرمنی تحریر کرتے ہیں۔

میرے والد محترم چوہدری ثناء اللہ خاں صاحب ابن مکرم چوہدری منشی میراں بخش صاحب ساکن شیخ پور وڑائچاں ضلع گجرات حال فلیٹ نمبر 4 وڑائچ مارکیٹ ریلوے روڈ دارالرحمت شرقی ربوہ مورخہ 13 / اکتوبر 2010ء کو لمبا عرصہ علیل رہنے کے بعد بعمر 82 سال وفات پا گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ مورخہ 15 / اکتوبر کو بعد نماز جمعہ بیت البشیر دارالرحمت شرقی ربوہ میں مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی نیز قبرستان عام ربوہ میں تدفین کے بعد مکرم مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔ مرحوم قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرتے تھے اپنی آخری عمر میں تقریباً نصف کے قریب قرآن کریم حفظ کر چکے تھے با آواز بلند اور خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔ نماز پنجوقتہ کے پختہ عادی تھے۔ اپنے چندہ جات بروقت ادا کرتے نیز خلیفہ وقت کی طرف سے جو بھی تحریک ہوتی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اول وقت میں ادائیگی کرتے تھے۔ حلیم طبیعت، ہنس مکھ، مہمان نواز اور خلافت احمدیہ کے فدائی تھے۔ مرحوم نے سوگواران میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور مکرم طارق محمود صاحب جرمنی، خاکسار، مکرم فرخ محمود صاحب گجرات، تین بیٹیاں مکرمہ ناہید خالد صاحبہ اہلیہ مکرم خالد جبار صاحب سرگودھا، مکرمہ نورین احمد صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری شکیل احمد وڑائچ صاحب اٹلی اور مکرمہ نازیہ راشد صاحبہ زوجہ مکرم راشد اقبال صاحب انگلینڈ چھوڑی ہیں۔ ایک بیٹے کے علاوہ تمام اولاد شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

دعائے نعم البدل

مکرم فرحت حیات صاحب محلّہ دارالنصرت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

برادرم محترم طارق حیات صاحب مربی سلسلہ کا پہلا بیٹا بعمر 15 دن مورخہ 12 ستمبر 2010ء کو فضل عمر ہسپتال میں وفات پا گیا۔ اسی روز مکرم طاہر احمد بھٹی صاحب مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد دعا کروائی۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم قمر سلیمان ندیم صاحب ابن مکرم چوہدری غلام رسول صاحب 430 ج۔ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اطلاع دیتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بنت مکرم چوہدری نواب دین صاحب مرحوم مورخہ 23 / اکتوبر 2010ء کو طویل علالت کے بعد بعمر 65 سال وفات پا گئیں۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم مبشر احمد طارق صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم چوہدری ماسٹر محمد اسلم صاحب ناصر نے دعا کروائی۔ آپ مکرم لطیف احمد کاہلوں صاحب سابق ناظم تشخیص جائیداد کی خواہر نسبتی اور مکرم شاہد احمد صاحب کاہلوں مربی سلسلہ ناروے کی خالہ مکرم بشارت نوید صاحب مربی سلسلہ ماریشس اور مکرم ڈاکٹر مظفر احمد چوہدری صاحب گلاسگو انگلینڈ کی پھوپھی تھیں۔ احباب سے مرحومہ کے بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

ٹیڑھے دانتوں کا علاج فکسڈ بریسز سے کیا جاتا ہے
احمد ڈینٹل سرجری فیصل آباد
صبح 9 بجے تا 1 بجے گورونانک پورہ 041-2614838
شام 5 بجے تا 9 بجے ستیانہ روڈ 041-8549093
ڈاکٹر وسیم احمد ثاقب ڈینٹل سرجن
بی ایس سی۔ بی ڈی ایس (پنجاب) 0300-9666540

درخواست دعا

❁ محترم چوہدری محمد صدیق صاحب فاضل سابق انچارج خلافت لائبریری ربوہ شدید علیل ہیں اور طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ کے انتہائی نگہداشت وارڈ میں داخل ہیں احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو معجزانہ شفاء عطا فرمائے آمین

❁ مکرمہ قمر النساء ہاشمی صاحبہ واپڈا ٹاؤن لاہور لکھتی ہیں۔

میری پوتی عزیزہ ایمان ہاشمی بنت مکرم رضوان ہاشمی صاحب کا بازو گرنے کی وجہ سے ٹوٹ گیا ہے۔ بازو میں تار ڈالی گئی ہے اور چھ ہفتہ کے لئے پلاسٹر چڑھا دیا گیا ہے۔ احباب سے اس کی کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

دارالضیافت میں قربانی

❁ بیرون ربوہ نیز بیرون پاکستان سے ایسے احباب جو جماعتی نظام کے تحت عید کے موقع پر مرکز سلسلہ میں قربانی کروانے کے خواہشمند ہوں وہ اپنی رقوم بتفصیل ذیل جلد از جلد خاکسار کو بھجوادیں۔

1۔قربانی بکرا -/8000روپے

2۔قربانی حصہ گائے -/4000روپے

(نائب ناظر دارالضیافت ربوہ)

ضرورت سول انجینئر

❁ صدر انجمن احمدیہ کی تعمیرات کیلئے ایک مخلص اور خدمت کا جذبہ رکھنے والے کوالیفائیڈ اور تجربہ کار سول انجینئر کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات اپنے کوائف کے ساتھ دفتری اوقات میں خاکسار سے مل لیں۔

(ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

بقیہ از صفحہ 1

احباب جماعت کو دعا کی تحریک کریں کہ اللہ تعالیٰ وقف جدید کے جملہ مقاصد پورے فرمائے اور اپنے فضل خاص سے مالی سال برکتوں کے ساتھ اختتام پذیر فرمائے اور اموال میں غیر معمولی برکتوں سے نوازے۔ آمین

نوٹ: عشرہ کے بعد اپنی مساعی کی رپورٹ ضرور بھجوائیں۔

(ناظم مال وقف جدید ربوہ)

ارشد بھٹی پراپرٹی ایجنسی
ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں پلاٹ مکان زرعی وسکنی زمین خرید وفروخت کی با اعتماد ایجنسی 0333-9795338
بلال مارکیٹ بالمقابل ریلوے لائن ربوہ فون دفتر:6212764
گھر:6211379 موبائل:0300-7715840

خبریں

امریکہ میں وسط مدتی انتخابات، ری پبلکن پارٹی کو اکثریت حاصل امریکہ میں وسط مدتی انتخابات کے غیر حتمی نتائج کے مطابق ری پبلکن پارٹی نے ایوان نمائندگان میں اکثریت حاصل کرلی۔ سینٹ میں ڈیموکریٹس کی سبقت برقرار ہے لیکن یہاں بھی ری پبلکنز کی نشستوں میں اضافہ ہوا ہے۔ ایوان نمائندگان میں ری پبلکنز نے 238 نشستیں حاصل کر کے حکمران ڈیموکریٹک پارٹی کو اکثریت سے محروم کردیا ہے۔ ڈیموکریٹک پارٹی کی نشستوں کی تعداد 186 رہ گئی ہے۔

مہنگائی کے خلاف سینٹ، قومی اسمبلی میں احتجاج سینٹ اور قومی اسمبلی میں تیل و بجلی کی قیمتوں میں اضافے اور مہنگائی کے خلاف احتجاج رہا۔ ایوان میں ایم کیو ایم کے رہنما وسیم اختر نے نکتہ اعتراض پر حکومت اور اپوزیشن کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں، جب تک عوام کے مسائل حل نہیں ہوں گے اس وقت تک کچھ نہیں ہوسکے گا' اپوزیشن نے آج تک آٹا چینی اور دیگر ایشو پر کوئی بات نہیں کی، ایوان میں صرف سیاسی سکورنگ ہو رہی ہے۔ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت اور اپوزیشن ٹھوس اقدامات اٹھائیں تاہم ایم کیو ایم نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک چینی' آٹے کی قیمتوں میں کمی اور پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی نہیں کی جاتی اس وقت تک ایم کیو ایم ایوان کی کارروائی کا بائیکاٹ کرے گی۔

ڈینگی مریضوں کی تعداد 5 ہزار سے تجاوز ہلاکتیں 33 ملک میں ڈینگی وائرس سے متاثرہ مریضوں کی تعداد 5 ہزار سے تجاوز کر گئی جبکہ مرنے والوں کی تعداد 33 ہوگئی ہے۔ غیر جانبدار ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق متاثرہ مریضوں کی تعداد 7 ہزار سے تجاوز کرچکی ہے، محکمہ صحت کے مطابق 2128 مریض صحت یاب ہوکر واپس جاچکے ہیں۔

سندھ میں ریلوے ٹریک پر ایک اور بم دھماکہ نوابشاہ میں ریلوے ٹریک پر ایک اور دھماکہ ہوا ہے جس کے بعد پٹڑی کی مرمت کر کے ٹریفک بحال جبکہ ڈاؤن ٹریک پر نصب ایک بم کو ناکارہ بنادیا گیا۔ ڈاؤن ٹریک پر نصب بم کے پھٹنے سے خیبر میل اور تیز گام کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا جو کہ خوش قسمتی سے حادثے سے بچ گئی ہیں۔

ایل پی جی کی قیمت میں اضافہ، چینی کا بحران سنگین ایل پی جی پروڈیوسر اور مارکیٹنگ کمپنیوں کے طاقتور گیس مافیا نے ایک بار پھر ایل پی جی کی قیمتوں میں 12 روپے فی کلو کا بلا جواز اضافہ کر دیا ہے جس سے گھریلو سلنڈر 140 روپے جبکہ کمرشل سلنڈر 560 روپے مہنگا ہوگیا ہے۔ پاکستان ایل پی جی ڈسٹری بیوٹرز ایسوسی ایشن نے ایل پی جی کی قیمتوں میں اضافہ مسترد کرتے ہوئے 25 نومبر کو ملک گیر ہڑتال شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ چینی کا بحران شدت اختیار کر گیا، پرچون سطح پر چینی کی قیمت 90 روپے کی بلند ترین سطح تک پہنچ گئی ہے۔ ادھر یوٹیلٹی سٹورز پر گھی اور آئل کی قیمت میں 6 روپے فی کلو کا اضافہ کردیا گیا۔ وفاقی حکومت نے چینی کی قیمتوں میں اضافے کا نوٹس لیتے ہوئے ٹی سی پی کے گوداموں کی چینی مارکیٹ میں لانے کا فیصلہ کیا ہے۔

پک اینڈ پے PICK & PAY ایمیٹیشن جیولری اینڈ بیگز
ہر قسم کی امپورٹڈ ایمیٹیشن جیولری (اٹالین، انڈین، تھائی، چائنیز)
پرفیومز کی وسیع ورائٹی
امپورٹڈ ہینڈ بیگز
کالج روڈ نزد چرغہ ہاؤس دارالبرکات ربوہ
فون: 047-6215551 موبائل: 0333-9795347, 0333-6714012

DEUTSCHE SPRACH SCHULE
INSTITUTE OF GERMAN LANGUAGE
جرمن زبان سیکھئے
GOETHE کا کورس اور ٹیسٹ کی مکمل تیاری کروائی جاتی ہے۔
رابطہ: عمران احمد ناصر
مکان نمبر 51/17 دارالرحمت وسطی ربوہ 0334-6361138

عید کیلئے گرم و فینسی کپڑوں کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے
صاحب جی فیبرکس گیلری
ریلوے روڈ ربوہ: 047-6214300

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
NASEEM JEWELLERS
23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS
پروپرائٹر: میاں وسیم احمد
فون دکان 6212837
Mob:03007700369
اقصیٰ روڈ ربوہ

Rehman Rubber Rollers & Engineering Works
Manufacturers:
Paper, Chip Board and Tanneries Rolls
Marketing Managing Director:
Mujeeb-ur-Rehman
0345-4039635
Naveed ur Rehman
0300-4295130
Band Road Lahore.

ربوہ میں طلوع وغروب 5۔نومبر	
طلوع فجر	5:00
طلوع آفتاب	6:25
زوال آفتاب	11:52
غروب آفتاب	5:18

درخواست دعا

☆ خدا تعالیٰ کی راہ میں قید کئے جانے والے مختلف احباب جماعت کی باعزت رہائی کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان اسیران راہ مولیٰ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ان کو ہر قسم کی پریشانی سے بچائے۔ آمین

اکسیر اولاد نرینہ
مکمل کورس -/1400روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

CASA BELLA
Home Furnishers

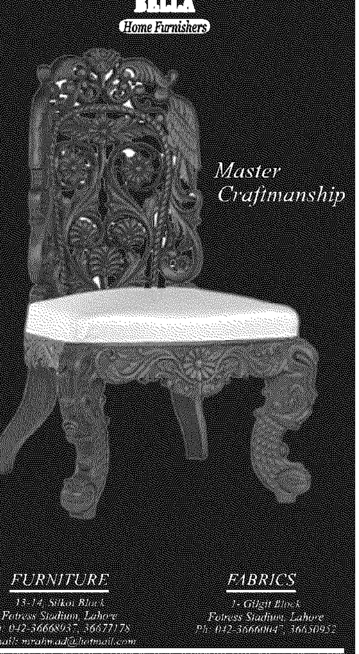

Master Craftmanship
FURNITURE
FABRICS
A Complete Range of Furniture, Accessories Wooden Flooring

FD-10